سفرِ تنہا

(مجموعہ نظم و غزل)

تانیہ عابدی

سفرِ تنہا

(مجموعہ نظم وغزل)

تانیہ عابدی (ایم اے، ایم ایڈ)

جملہ حقوق بحق شاعرہ محفوظ ہیں

شاعرہ: تانیہ عابدی
کمپوزنگ: تزئین رازؔ زیدی
سرورق: ڈاکٹر سیّدہ فراشہ زیدی
تعداد کتب: 500
سنِ اشاعت: 2023
قیمت: 600(10امریکی ڈالر)
رابطہ : 030 27475637

ناشر
الحمد پبلی کیشنز، کراچی
گلشن اردو بازار، بلاک 3 مین راشد منہاس روڈ، گلشن اقبال، کراچی
Cell: 0322-2830957
email:alhamdpublications@hotmail.com

انتساب

اپنی پیاری بیٹی لاریب فاطمہ خان

کے نام

جس کی موجودگی نے مجھے جینے کا حوصلہ بخشا

ترتیب

مقدمہ ''سفرِ تنہا''	ڈاکٹر مقبول گیلانی	۹
تانیہ عابدی بلند خیال غزل گو اور پختہ کار نظم نگار	ڈاکٹر شکیل پتافی	۱۶
سریلی شوخ و شنگ زندہ دل تانیہ	شوذب کاظمی	۱۸
خداداد و بے مثال صلاحیتوں کی حامل شاعرہ	قمر رضا شہزاد	۲۱
پُرخلوص، باوقار شاعرہ	شاہدہ علوی	۲۲
سفرِ تنہا.....لفظ لفظ آئینہ، گھر کی گواہی	ڈاکٹر تزئین راز زیدی	۲۴
ہوئی تاخیر تو کچھ باعثِ تاخیر بھی تھا	تانیہ عابدی	۳۰

حمد و نعت

☆.....مِری بگڑی بنا دے یا الٰہی ۳۸

☆.....کب مِرے دل میں مسرّت کا بسیرا ہوگا ۴۰

☆.....جب سے اُن کی نگاہِ کرم ہوگئی، زندگی میں مِری انقلاب آ گیا ۴۲

☆.....آپؐ کے آنے سے ہر جانب بہاریں آ گئیں ۴۴

☆.....ارضِ طیبہ میں بلا لیجئے سرکار مجھے ۴۶

☆.....مدینے بلا لو مدینے کے والی ۴۸

☆.....جب بھی مشکل گھڑی کوئی پیش آئی ہے ۵۰

بحضور امام عالی مقامؑ

☆.....جاں کی بازی لگائی سجدے میں ۵۲

غزلیں

☆.....عمر گزری ہے سر بسر تنہا ۵۴
☆.....آج پھر اُس نے محبت کی قسم کھائی ہے ۵۷
☆.....اس عاشقی میں تیرے برابر نہیں ہوں میں ۵۸
☆.....سب خواب سہانے جھوٹے تھے ۶۰
☆.....مرے بارے میں مت سوچو مجھے تنہا سلگنے دو ۶۲
☆.....نازک سا اک تار کا رشتہ باقی ہے ۶۴
☆.....عید کا دن بھی سوگوار رہا ۶۶
☆.....سونے جیون کو سجانے کی سزا پائی ہے ۶۸
☆.....آپ ہی میری تمنا آپ ہی میری دعا ۷۰
☆.....اس دنیا میں زندہ رہنا مشکل ہے ۷۲
☆.....سکوں ملا نہ کہیں ہم کو اس زمانے میں ۷۴
☆.....تجھ سے ہم پیار نبھائیں گے چلے جائیں گے ۷۶
☆.....لذّتِ غم کو بڑھاؤ یارو ۷۸
☆.....جستجو ہے یہ زندگی کے لیے ۸۰
☆.....نیند سے بوجھل آنکھیں میری ۸۲
☆.....آیا ترا خیال تجھے سوچتی رہی ۸۴
☆.....ہم نے جو زندگی گزاری ہے، تم گزارو تو مان جائیں ہم ۸۶
☆.....نہ سوچیں اب کسی کو ہم نہ کوئی واسطہ رکھیں ۸۸
☆.....اتنی پیاری تو نہ تھیں پہلے ہماری آنکھیں ۹۰
☆.....خوابوں میں آ کے مجھ کو تم کیوں بلا رہے ہو ۹۲
☆.....پیار تا عمر نبھائیں یہ ضروری تو نہیں ۹۴

☆.....تمھاری یاد میں ہم سوگوار رہتے ہیں ۹۶
☆.....وہ چھوڑ گیا ہے تو ملاقات نہ ہوگی ۹۸
☆.....تجھ کو سوچیں تجھے سلام کریں ۱۰۰
☆.....مجھ پہ حد درجہ جو یہ تم نے عنایت کی ہے ۱۰۲
☆.....اسی کی یاد ہمیں روز و شب ستاتی ہے ۱۰۴
☆.....پُر مسرّت ہو لازمی تو نہیں ۱۰۶
☆.....میری آنکھوں کو بھا گیا کوئی ۱۰۸
☆.....تمھیں پہ جان دیتے ہیں تمھیں سے پیار کرتے ہیں ۱۱۰
☆.....دل میں ہزار شمعیں جلا کر چلا گیا ۱۱۲
☆.....اور اس دل میں کیا رکھا ہے ۱۱۴
☆.....اُن سے جب دل کی بات ہوتی ہے ۱۱۶
☆.....جھرنوں جیسی گاتی لہریں ۱۱۸
☆.....ہم نے تو جاگ کر گذاری رات ۱۲۰
☆.....ایک ہی بار پیار ہوتا ہے ۱۲۲
☆.....سنو کیوں یاد آتے ہو ۱۲۴
☆.....موسم تھا خوشگوار تمھیں سوچتے رہے ۱۲۶
☆.....وقت کے ساتھ چل رہی ہوں میں ۱۲۸
☆.....بے سبب کب سلام کرتے ہیں ۱۳۰
☆.....مجھے تنہا ہی رہنا ہے یہی اب فیصلہ ٹھہرا ۱۳۲

پیاری بیٹی لاریب کے نام

☆.....تُو ممّا کی جان ہے لیبو ۱۳۵

نظمیں

☆.....ہمارا قائد ہمارا رہبر ۱۳۸
☆.....ملّی نغمہ ۱۴۰
☆.....امن کے راہی ۱۴۱
☆.....یومِ کشمیر ۱۴۲
☆.....ماں ۱۴۴
☆.....کرپشن ۱۴۵
☆.....یومِ مئی ۱۴۶
☆..... ***Happy New Year*** ۱۴۷
☆.....سائباں ۱۴۸
☆.....ابھی پچھلے دسمبر میں ۱۵۰
☆.....سائیاں ۱۵۱
☆.....ٹوٹے خواب ۱۵۲
☆.....فاصلے مٹ جائیں گے ۱۵۴
☆.....احساس ۱۵۶
☆.....یوں نہ دیکھیے..... ۱۵۷
☆.....تیرے جانے کے بعد..... ۱۵۸
☆.....آہٹ ۱۵۹
☆.....باہمّت لوگ ۱۶۰
☆.....قوّی مُون ۱۶۲
☆.....میں کیسے بھول پاؤں گی ۱۶۴
☆.....معصوم سی خواہش ۱۶۶

☆.....اِقرارِ محبت ۱۶۸
☆..... جھوٹے سہارے ۱۶۹
☆.....نئی صبح ۱۷۰
☆.....مرے اندر جو لڑکی ہے ۱۷۲
☆.....یاد رکھنا ۱۷۴
☆.....آخری رات ۱۷۵

رنگِ ظرافت

☆.....بقرعید ۱۷۶

☆.....☆

تعارف شاعرہ ۱۷۷

مقدّمہ

''سفرِتنہا''

ڈاکٹر مقبول گیلانی

تانیہ عابدی ایک ایسے عہد میں شامل ہیں جو کئی اعتبار سے ایک غیر معمولی عہد ہے۔ بیسویں صدی سے اکیسویں صدی میں داخل ہونے کا منظر اپنے ساتھ بے شمار ہیجانات، تضادات اور ہر لمحہ بدلتی صورتِ حال ساتھ لے کر آیا ہے۔ زندگی کے بہت سے تازہ حقائق سامنے آئے ہیں اور بہت سے روایتی تصورات اور مفروضات پر کاری ضرب لگی ہے۔

تانیہ عابدی کے ہم عصر اور دیگر شعراء کے اذہان ایسی ہی فضاؤں میں سانس لیتے ہیں جہاں ذہن سوالوں سے معمور اور آنکھیں سراب اور حقیقت کے درمیان گم کردہ ءراہ ہو چکی ہیں۔ تانیہ کہتی ہیں:

لذّتِ غم کو بڑھاؤ یارو
کوئی تریاق نہ لاؤ یارو

تانیہ عابدی کا پہلا قدم ''سفرِتنہا'' ہے۔ اور یہ شاعری کا پہلا قدم بہت مضبوط، توانا اور مبارک ہوگا اور مجھے اِس وقت بھی اس خوش کلام شاعرہ کے تخلیقی رچاؤ پر اعتماد ہے کیونکہ تانیہ عابدی کی شاعری کی جڑت اور مسلسل ریاضت نے اُسے اس کی اگلی منزل سے روشناس کر وادیا ہے کہ اس کا پہلا شعری مجموعہ متاثر کن ہے۔

تانیہ کی شاعری میں صداقتوں کی آب داری، تجربوں کی تابنا کی، محسوسات کی گہرائی اور استعجاب انگیز جمالیات نے جو رنگا رنگی پیدا کی وہ قابلِ تحسین ہے۔ اس نے تخلیق کے مہربان لمحوں میں خیال کی تجسیم کر کے صفحۂ قرطاس پر اتارا ہے۔ خواتین شعرا میں بہت کم

تعداد ان شاعرات کی ہے جو جمالیاتی اظہار کے لیے تخلیقی توانائی کو بروئے کار لانے کا لازوال ہنر جانتی ہیں۔

تانیہ عابدی کا شمار شاعرات کی مختصر ترین فہرست میں ہوتا ہے جن کو انگلیوں پر گنا جا سکتا ہے۔ جنھوں نے اپنی کثیر الجہاتی فکر اور معنیاتی نظام کی بدولت قاری کو کسی نہ کسی سطح پر متاثر کیا ہے۔ تانیہ عابدی کے ہاں لفظ صرف لفظ نہیں رہتے بلکہ جذبات کیفیات کی سرمستی میں ڈھل کر حسین پیکر میں جلوہ گر ہوتے ہیں اور تانیہ عابدی کی شاعری کا فکری اور فنی اختصاص اسے اعتبار بخشنے کے لیے کافی ہے۔ یہی اعتبار اُردو غزل کو وسعت دینے میں تخلیق کار کی معاونت کرتا ہے۔ دو اشعار ملاحظہ ہوں:

آیا ترا خیال تجھے سوچتی رہی
پھر نیند تھی محال تجھے سوچتی رہی
راہِ طلب میں گرچہ بہت زخم کھائے ہیں
پھر بھی نہیں ملال تجھے سوچتی رہی

''سفرِ تنہا'' کے مطالعہ سے اس کا مجموعی تاثر بہت خوشگوار ہے۔ تانیہ عابدی مسلسل سیکھنے اور بہتر سے بہتر کی تلاش میں سرگرداں نظر آتی ہیں جو اچھے شعرا کی پہچان ہے۔ ایک اور خوبی یہ بھی ہے کہ وہ الفاظ، تراکیب اور استعاروں کے انتخاب میں پامال رستوں سے بچ کر چلنے کی شعوری اور کامیاب کوشش کرتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ مجھے امید ہے کہ نسائی ادبی منظر نامے میں اِس شاعری کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جائے گا جو بجا طور پر اس شاعرہ کا حق ہے۔ ایک خوبصورت غزل کے اشعار ملاحظہ ہوں:

اتنی پیاری تو نہ تھیں پہلے ہماری آنکھیں
تم سے مل کر ہوئیں کچھ اور نیاری آنکھیں

شور دریا کا ہے اِن میں تو سمندر کا سکوت
مئے اُلفت سے ہیں لبریز یہ کاری آنکھیں

تانیہ عابدی کے اس پہلے شعری مجموعے میں حمد، نعت، منقبت، غزلیں اور نظمیں شامل ہیں۔ان کی غزلیں خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں کیونکہ تانیہ عابدی کی کھلی چمکتی اور روشن آنکھیں وہ سب راز ایک حد تک کھول دیتی ہیں جس سے اس کی شخصیت کے دیگر پہلوؤں کی طرح اس کی شاعری میں کہیں پُر اسرار اور کہیں واضح معنویت کے اشارے بھی ہیں۔یہ اشعار دیکھیں:

اُن سے جب دل کی بات ہوتی ہے
وجد میں میری ذات ہوتی ہے
اُن سے ملنا تو معجزہ ہوگا
اُن سے خوابوں میں بات ہوتی ہے

ملتان میں بہت سی شاعرات نے نام بنایا مگر آج کل شاعرات سوشل میڈیا پر تو نظر آتی ہیں مگر مشاعروں اور کتابوں کے حوالے سے مناسب تعداد موجود نہیں۔اگر ہم تانیہ عابدی کی شاعری پر نظر ڈالیں تو یہ غزلیں ہماری سماجی رومانویت کی توسیع ہے۔انھوں نے خاص طور پر یہ کام کیا ہے کہ سماجی مسائل اور رومان کو اپنی شاعری میں باقاعدہ ملا کر غزل کہی ہے۔ان غزلوں میں وہ لطافت اور مٹھاس بھی ہے جو ہماری نسائی شعری روایت کا لازمہ ہے۔مثال کے طور پر:

میری آنکھوں کو بھا گیا کوئی
میرے دل میں سما گیا کوئی
روز کرتا ہے پیار کی باتیں
میرے سپنوں پہ چھا گیا کوئی

پاکستان اور ہندوستان اور اُردو کی دیگر نئی بستیوں میں ان دنوں خواتین شاعرات کے دم سے خوب چہل پہل ہے۔ان گنت خواتین اپنی انفرادیت اور تخلیقی صلاحیتوں کو سامنے لا رہی ہیں اور نسائی طرزِ اظہار کا ایک خزینہ ترتیب پا چکا ہے،جس میں عورت بحیثیت انسانی وجود اپنی ایک جداگانہ شناخت کے ساتھ جلوہ افروز ہے۔ان نسائی موضوعات کا تنوع، محسوساتی نظام،نفسیاتی جہتیں، اسلوب اور لفظیات بطورِ خاص لائقِ مطالعہ ہیں۔شاعرانہ صلاحیتوں اور تخلیقی وفور کے معیارات کے فرق کے باوجود ان میں کوئی نہ کوئی رخ ایسا ضرور ہوتا ہے جو آج کی عورت کی ذاتی سچائیوں کے آئینہ میں عصرِ جدید کے مختلف مسائل کی عکاسی کرتا ہے۔

تانیہ عابدی کی شاعری میں ہمیں محض رومانوی خیالات کی مانوس تکرار سے اخذ شدہ مضامین ہی نہیں ملتے بلکہ وہ انسانی تعلقات کے پیچ وخم سے گذرتی زندگی کی تلخیوں اور مسرتوں کو گرفت میں لینے کی طرف مائل نظر آتی ہیں۔کہتی ہیں

یوں تو ہمیشہ ہی سے تھی ویران زندگی
وہ تیرگی کو اور بڑھا کر چلا گیا
اب تانیہ جہان سے ڈرنے لگے ہیں ہم
جو بھی ملا ، خوشی کو مٹا کر چلا گیا

تانیہ عابدی بہت خوبصورت شاعرہ ہے ان کا رنگ عام شاعرات سے ذرا ہٹ کے ہے۔ انسان جتنی بھی کوشش کرے ایک نہ ایک دن خوف اس کو آ ہی لیتا ہے۔رات کی تاریکی دن کے اُجالے سے سوگنا زیادہ بھیانک اور خوفناک ہوتی ہے گو کہ اس کے چاہنے والے لاکھوں ہی کیوں نہ ہوں،رات کی سیاہی اس کے دل میں خوف بن کر بیٹھ جاتی ہے۔اور وہ تنہائی کے کرب کا شکار ہو جاتی ہے، اسے تانیہ عابدی یوں پیش کرتی ہیں۔

مجھے کیوں یاد آتے ہو، مرا دل کیوں جلاتے ہو
میری یادوں سے بھی جاؤ مجھے تنہا سلگنے دو

ایک اور غزل کے اشعار دیکھیں:

تمھاری یاد سے روشن ہیں بام و در کے چراغ
تمھاری یاد شبستاں مرے سجاتی ہے
تمھارے ہجر کو محسوس جب بھی کرتی ہوں
عجیب سوچ مرے دل میں کسمساتی ہے

محبت وہ فطری جذبہ ہے جس میں ایک عاشق اپنے محبوب کی کلی جاذبیت کو دیکھ سکتا ہے مگر کچھ لوگ اس جذبے سے عاری ہوتے ہیں ایسے لوگ تو حقیقت میں محبت کی میم تک بھی نہیں پہنچ سکتے اور اس پر ستم یہ کہ وہ اوروں کے سامنے محبت کی تفہیم کا خلاصہ بن جاتے ہیں۔ مگر تانیہ عابدی محبت کی تفہیم سے آشنا ہے اور اسے یقین ہے کہ محبت مر نہیں سکتی:

تجھ کو چاہا تجھ کو ہی سوچا ہر دم
دل سے ہی دلدار کا رشتہ باقی ہے
آؤ مل کر ان یادوں میں رنگ بھریں
جن سے اب تک پیار کا رشتہ باقی ہے

محبت کے فطری اور مسلسل عمل کو تانیہ نے بڑی خوبصورتی سے نبھایا ہے۔ اپنی اس غزل میں جس کی ردیف سفرِ تنہا ہے اور جو اس کتاب کا عنوان بھی ہے۔ کربِ تنہائی کو بہت ہی خوبصورت انداز میں پیش کیا ہے:

ہم نے جھیلا اکیلے پن کا عذاب
کوچہ کوچہ نگر نگر تنہا

پھول ، خوشبو سے دوستی چاہی
عمر کانٹوں پہ کی بسر تنہا
تانیہ جانِ انجمن ہے تُو
روتی رہتی ہے کیوں مگر تنہا

تانیہ عابدی نے غزل کے ساتھ ساتھ نظم پر بھی طبع آزمائی کی ہے۔ وہ خیالات کا ایسا مجسمہ تراشتی ہیں کہ حیرانی ہوتی ہے، ان نظموں میں ماں، سائیاں، ابھی پچھلے دسمبر میں، ٹوٹے خواب ، فاصلے مٹ جائیں گے، احساس، آہٹ، تیرے جانے کے بعد، جھوٹے سہارے، اقرارِ محبت، اور میں کیسے بھول جاؤں گی قابلِ مطالعہ ہیں۔

نظم ''آہٹ'' ملاحظہ ہو:

میں صبح و شام ترے انتظار میں جاناں
تمھاری آہٹ کی منتظر ہوں
مجھے خبر ہے کہ تم اچانک
مرے سوالی بنو گے اک دن
ہاں مجھ سے مجھ کو ہی مانگنے کو
قدم بڑھاؤ گے میری جانب
نہ ختم ہو گی تری تمنا
نہ ختم ہو گی مری محبت
وہ دن کہ ہوں گے مسرتوں کے

خوشی کی بارات جیسی راتیں
اگر ملن ہو گیا ہمارا
کبھی نہ ہم تم جدا رہیں گے
کبھی نہ ہم تم بچھڑ سکیں گے

تانیہ عابدی اردو زبان بولتی ہیں مگر وہ ملتان اور سرائیکی زبان سے بہت محبت کرتی ہیں۔ انھوں نے سرائیکی زبان سے محبت کی وجہ سے سرائیکی میں بھی شاعری کی ہے۔

''سفرِ تنہا'' کے مطالعہ کے بعد مجھے محسوس ہوتا ہے کہ تانیہ عابدی پروین شاکر اور نوشی گیلانی کی صف میں جگہ بناتی نظر آتی ہیں۔ دعا ہے کہ وہ اسی طرح تر و تازہ و توانا شاعری کرتی رہیں۔

ڈاکٹر مقبول گیلانی
ملتان، یکم جنوری ۲۰۲۳

تانیہ عابدی بلند خیال غزل گو اور پختہ کار نظم نگار

ڈاکٹر شکیل پتافی

اُردو شاعری جن عمیق اور لافانی وسعتوں میں پھیل رہی ہے اس سے فکر وفن کا ابلاغ بڑا اہم اور دور رس ہو گیا ہے۔ ماہ لقا چندا جیسی نابغہء روزگار شاعرہ نے اردو شاعری کو جو نسوانی لمس سونپا تھا اس کی خوشبو کو ہر عہد کی شاعرہ نے پہلے رسماً پھر عادتاً اپنی فکر میں سمونے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ اردو شاعری نے نسوانی محسوسات میں آنکھیں کھول کر حرف و معنی کو ایک نیا جنم عطا کیا ہے۔

جن شاعرات نے عروسِ شعر کو زیبائی بخشی ،تانیہ عابدی ان میں سے ایک ہیں۔ وہ ایک بلند خیال غزل گو ہونے کے ساتھ ساتھ ایک پختہ کار نظم نگار بھی ہیں۔ شعر گوئی انھیں ورثے میں ملی ہے اس لیے کہا جا سکتا ہے کہ اپنے خاندانی پس منظر کے باوصف وہ اپنے پیش روؤں کے علمی مسند کی جائز وارث ہیں۔ البتہ یہ ان کی کمالِ مہارت ہے کہ انھیں اپنے اسلاف کی علمی میراث کا فیض ودیعت ہوا تو ان کی فکر میں گندھے خیالات مترنم ہو کر ذہنوں کو مسحور کرنے لگ گئے ،تانیہ عابدی عہدِ حاضر کی ایک مشاق شاعرہ ہیں،اس لیے ملتان کے علم پرور حلقوں میں انہیں عزت واحترام کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ غزل ہو یا نظم دونوں اصناف میں کامیاب کوشش کی ہے۔ انہیں شعر گوئی پر کامل دسترس حاصل ہے۔ منفرد تراکیب، چست بندشیں اور پُر شکوہ مصرعے ان کی شاعرانہ انفرادیت کے غماز ہیں۔ تانیہ عابدی کے ہاں فکر کی گہرائی اور بلند خیالی ہمیشہ توانا اسلوب کے ساتھ ابھرتی ہیں جس سے

غزل کا ہر شعر معنوی حسن میں ڈوب کر فکر میں نکھار پیدا کر دیتا ہے، اسی طرح ان کی نظم بھی کامل تاثر سے لبریز ہوتی ہے۔ جسے پڑھ کر فکری بالیدگی کا احساس تازہ ہو جاتا ہے۔

تانیہ عابدی کا زیرِ نظر مجموعہ ''سفرِ تنہا'' اُردو شاعری میں زرّیں اضافہ ہے، ملتان کی جن شاعرات نے اُردو شاعری کو فروغ بخشا ہے ان میں تانیہ نے اس روایت کو پروان چڑھا کر اسے مزید آگے بڑھایا ہے۔ وہ نئے لکھنے والوں کے لیے منارۂ نور کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اگر انھوں نے اسی طرح مشقِ سخن جاری رکھی تو ان کے شاعرانہ افکار کی گونج دور تک اور دیر تک سنائی دیتی رہے گی۔

ڈاکٹر شکیل پتافی

سابق پرنسپل، گورنمنٹ کالج، راجن پور

۱۹ر نومبر ۲۰۲۲

سُریلی شوخ وشنگ زندہ دل تانیہ

شوذب کاظمی

حال کی شاعرہ تانیہ عابدی اور چار دہائی پہلے کی سیّدہ لبنیٰ عابدی ایک ایسے خانوادے سے تعلق رکھتی ہیں جس خانوادے کی علمی دھاک برِّصغیر پاک و ہند پر بیٹھی ہوئی تھی۔سیّدہ لبنیٰ عابدی معروف عالمِ باعمل، ماہرِ تعلیم مرحوم ومغفور پروفیسر سیّد آلِ احمد ایم اے، سیاسیات، علیگ کی سب سے چھوٹی صاحبزادی ہیں، جو جذبِ باہم (constitution for muslim umma)المرسلین(سیرت النبیؐ)، A window to quraan (summary of the quraan) جیسی معتبر تصانیف کے باعث شہرتِ عام رکھتے تھے۔

تخلیق کا جوہر اِس خانوادے کے مزاج کا حصہ ہے۔لہذا تخلیق کا یہ جوہر تانیہ میں بھی منتقل ہوکر رہا۔اُن کی بڑی بہن سیّدہ اسما پروین عابدی جو کینیڈا میں مقیم ہیں اسما وارثی کے نام سے شہرت رکھتی ہیں،شاعری کی کچھ کتابیں اور ایک انگریزی کا اخبار ان کی پہچان ہے۔سیدہ تزئین راز زیدی ان کی ایک اور بڑی بہن ہیں، جو کراچی میں مقیم ہیں ۵ شعری مجموعے اور ایک افسانوی مجموعہ ان کا ادبی سرمایہ ہے اور ادبی دنیا کی جانی پہچانی شخصیت ہیں۔ مجھے ذاتی طور پر ان کی دونوں بہنوں سے ملنے کا شرف بھی حاصل ہو چکا ہے۔

لبنیٰ عابدی کو ہم نے بہت شوخ وشنگ طالبہ کے طور پر پہلی بار بہاالدین یونیورسٹی ملتان میں دیکھا، یہ وہ زمانہ تھا جب ملتان یونیورسٹی کے دو کیمپس ہوتے تھے،اولڈ کیمپس

اور نیو کیمپس، اولڈ کیمپس ایجوکیشن یونیورسٹی کے برابر تھا اور نیو کیمپس کے لیے اولڈ کیمپس ہی سے بسیں چلا کرتی تھیں، اولڈ کیمپس اور اس کی کینٹین سٹوڈنٹس کی انتظار گاہ تھی۔ وہاں کل کی لبنیٰ عابدی اور آج کی تانیہ اپنی شوخ طبیعت اور زندہ دلی کی وجہ سے رونق میلا لگائے رکھتی۔ بسوں کا انتظار کرتے ہم طالبِ علم بھی لطف اندوز ہوتے۔ تاہم ہم ان کو رشک کی نگاہوں سے دیکھا کرتے تھے کیونکہ وہ اس زمانے میں بھی اپنی ذاتی کار پر اولڈ کیمپس سے نیو کیمپس جاتی تھیں جب کہ ہم بس کا انتظار کرتے ہوئے ان کی کار کو فراٹے بھرتے دیکھتے رہتے تھے۔

طالب علمی کا زمانہ بیت گیا، ہم سب عملی میدانوں میں آ گئے، میرا بھی کچھ عرصہ باہر گذرا۔ پھر جامعہ بلوچستان سے وابستہ ہو گیا وہاں سے جب واپس ملتان پنجاب آیا تو تدریسی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ میں نے میڈیا بھی جوائن کر لیا ریڈیو پر میں نے شوز کرنے شروع کیے، ان میں عالمی شہرت کے لکھاریوں کو بہ حیثیت مہمان مدعو کرتے، کبھی آن لائن اور کبھی سٹوڈیو میں، اسی زمانے میں تانیہ سے میری ملاقات ہوئی۔ اور جلد ہی انھوں نے میڈیا کو جوائن کر لیا، کچھ عرصہ وہ میرے ساتھ کو ہوسٹ بھی رہیں۔ وہ پروگرام کے دوران غزلیں اور نعتیں بھی ترنم سے پیش کرتیں، انھوں نے میرے کلام کو بھی اپنی گنگناہٹیں بخشیں۔ اسی زمانے میں جب وہ کبھی اپنی دونوں بہنوں اور دیگر شعرا کا کلام ترنم سے سنایا کرتی تھیں، میں نے انھیں ادبی نام تانیہ رکھنے کا مشورہ دیا اور انھیں سخن گوئی پر توجہ دینے کی تجویز پیش کی، جس پر انھوں نے غور کرنے کا وعدہ بھی کیا۔ ویسے تو انھوں نے بہت سے شعبے اپنائے اور جس شعبے میں قدم رکھا شہرت کی دیوی ان پر مہربان رہی نعت خواں، سماجی کارکن، سماجی تنظیموں کی معاونت، ایونٹ آرگنائیزر، الیکٹرونک میڈیا، پرنٹ میڈیا غرض ہر جگہ بے حد عزت، شہرت اور کامیابیاں سمیٹیں۔

مجھے خوشی ہے کہ تانیہ نے میرے مشورے پر عمل کرتے ہوئے شاعری پر خصوصی توجہ دی اور بہت ہی منفرد چھوٹی، بڑی، مترنم بحروں میں ان کی غزلیں منظرِ عام پر آنے لگیں۔

آج بحمداللہ ان کی شعری کاوش ''سفرِ تنہا'' کے عنوان کے ساتھ کتابی شکل میں منظرِ عام پر آ گئی ہے۔ وہ نہایت فخر سے اس بات کا اظہار کرتی ہیں کہ انھوں نے اپنی دونوں بڑی بہنوں سے تلمذِ شعر کیا ہے۔ یہ اُن کا بڑا پن ہے یقیناً۔

تانیہ کی شاعری کو پڑھتے ہوئے لگتا ہے کہ انھوں نے اپنی زندگی کے تجربات، مشاہدات یا ذاتی طور پر جو انھیں محسوس ہوا اسے شعر کے قالب میں ڈھال دیا۔ اب خواہ وہ معاشرتی زندگی کی تلخیاں ہوں سماجی ناروا رویّے یا گرد و پیش کے حالات و واقعات، ان کے دردمند دل نے ان احساسات کو شعری قالب میں ڈھالا اور کامیاب رہیں۔ تانیہ کی شاعری میں آپ کو ذاتی تجربوں کی کیفیات جیتی جاگتی اور سانس لیتی محسوس ہوں گی۔

ہماری دعائیں کل کی لبنیٰ عابدی اور آج کی تانیہ عابدی کے ساتھ ہیں خدا کرے کہ ان کا مرتبہ، نام اور ان کی انفرادیت ان کے اس شعری سفر کے تمام مرحلوں میں ساتھ ساتھ رہے۔

اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ.....

خداداد و بے مثال صلاحیتوں کی حامل شاعرہ

قمر رضا شہزاد

تانیہ عابدی کا شمار ملتان کی ان تعلیم یافتہ خواتین میں ہوتا ہے جو ہمہ وقت کسی نہ کسی سماجی ثقافتی اور ادبی سرگرمی میں مصروف رہتی ہیں۔تانیہ صاحبہ کو خدا نے بہت سی صلاحیتوں سے نوازا ہے۔ وہ بہ یک وقت فلاحی اور سماجی خدمت کے کاموں کے ساتھ ساتھ شعر وسخن اور صوت وصدا کے میدان میں بھی نمایاں ہیں ۔وہ غزل کہتی بھی ہیں اور اسے لحن میں بھی پیش کرنے کا سلیقہ رکھتی ہیں۔

ان کی غزلیں محبت کا اظہار یہ ہیں۔جب وہ اپنے جذبوں کو شعر میں ڈھالتی ہیں تو سامع وقاری کو وہ اپنی ہی کہانی محسوس ہوتی ہے۔ان کا پہلا شعری مجموعہ۔''سفرِ تنہا'' کے عنوان سے منظرِ عام پر آ رہا ہے۔مجموعے کا نام اور جملہ کلام اس بات کی گواہی ہے کہ انہوں نے اپنے اشعار میں اپنی ذات کے کرب کو فطری انداز میں اجاگر کیا ہے۔اللہ سے ان کی مزید کامیابیوں کے لیے دعا گو ہوں۔

پُرخلوص، باوقار شاعرہ

شاہدہ علوی وفا، مظفر گڑھ۔ پنجاب

آج میں جس شخصیت کے بارے میں لکھنے کے لیے قلم اُٹھا رہی ہوں وہ میری سوچ میرے قلم میرے لفظوں، سے کہیں زیادہ معتبر شخصیت ہے اس کے حسنِ اخلاق، اعلیٰ کردار اور شاعری پر بات کروں تو کئی کتابیں چھپ سکتی ہیں۔ وہ سدا بہار پھولوں کی طرح کھلکھلاتی مسکراتی حسین خاتون ہی نہیں ان کا تخیل ان کی سوچ کا پرتو بھی ان ہی کی طرح صاف شفاف شبنم جیسا ہے۔ محبت، ہمدردی، دردمندی کے جذبات ان کو ورثے میں ملے ہیں اور میں سمجھتی ہوں یہ بھی ان کی خوش قسمتی ہے کہ وہ ایسے خاندان میں پیدا ہوئیں جہاں علم اور اخلاقی اقدار اپنے پورے عروج پر قائم و دائم رہے۔ شاعری بھی ان کو ورثے میں ملی ہے۔ سچی اور حقیقی شاعری جس میں تصوف بھی ہے اور مجازی رنگ بھی۔ دردمند دل رکھنے والی خاتون کے ذہن میں جب شاعری کا دیا جلا تو ہر طرف روشنی ہوگئی۔ انکساری، عاجزی نے ان کو عزتیں عطا کیں۔ تانیہ جی کی شاعری کے حوالے سے میں سمجھتی ہوں شعری دنیا ایک سمندر ہے اور تانیہ کا مجموعہ ''سفرِ تنہا'' گویا جنگل میں تانیہ تنہا شیرنی کی طرح ضبط کے ساتھ حالات کا مقابلہ کرتے ہوئے اپنی تخیل کی دنیا کو ساتھ لے کر منزل کی جانب مطمئن، رواں دواں ہے۔

چلتی رہتی ہوں جانبِ منزل
ساری دنیا سے بے خبر تنہا

ہمارے ملتان شہر کا سرمایہ، ہر محفل کی جان تانیہ صاحبہ، ان کی خودداری اور ضبط ان کے کلام میں دیکھیے۔

ہم نے جھیلا اکیلے پن کا عذاب
کوچہ کوچہ نگر نگر تنہا

میں چاہوں گی کہ آپ ان کے کلام کو بغور پڑھیں۔ ''سفرِ تنہا'' کی نظمیں آپ کو سوچنے پر مجبور کر دیں گی۔ اُن کی نظم قوّیٰ مون پڑھیے۔ ابھی پچھلے دسمبر میں، سائیان، اور اس جیسی کئی نظمیں ہیں جو عورت کے کرب اور اس کے دکھ کا واضح اظہار ہیں۔ کیا کمال شاعری ہے، لفظ لفظ مصرعہ مصرعہ، شعر شعر کمال کا ہے۔

تانیہ کی شاعری میں ان کی وطن سے محبت کا بھی پتا چلتا ہے۔ وہ ایک دردمند دل رکھتی ہیں اور وطن سے بہت محبت اپنے دل میں رکھتی ہیں۔ میں تو ان کے لیے بس یہی کہوں گی:

پیار وہ بے حساب کرتی ہیں
شاعری لاجواب کرتی ہیں

اس کے ساتھ ہی اجازت چاہتی ہوں کیونکہ تانیہ صاحبہ کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے آپ خود ہی فیصلہ کریں ان کا کلام پڑھ کر کہ وہ کتنی بڑی کتنی عظیم شاعرہ ہیں۔ میں تو ان کی ادنیٰ سی فین ہوں۔

سفرِ تنہا.....لفظ لفظ آئینہ

گھر کی گواہی

ڈاکٹر تزئین راز زیدی

انسان کا اندر باہر کا موسم شاذ و نادر ہی ایک سا ہوتا ہے۔اس کا ظاہری موسم خواہ کیسا ہی پرسکوں کیوں نہ نظر آئے، شادماں، خوش وخرم، قہقہے بکھیرتا ،لیکن اس کی اصل پہچان اندر کا موسم ہی کرواتا ہے، جسے دنیا کی نظروں سے چھپا کے رکھا جاتا ہے، عام لوگ اس کوشش میں کامیاب بھی ہوتے ہیں لیکن شاعر اپنے آپ کو کبھی زمانے کی نظروں سے چھپا نہیں سکتا کیونکہ شعری اظہار اندر کا موسم ہی کرواتا ہے،شعر کہنے کے لیے کسی خاص موسم کی ضرورت بھی نہیں ہوتی، اگر اندر کا موسم سرسبز ہو تو چہار جانب بہاروں کا ڈیرہ نظر آتا ہے،سرشاری وخوشی کے احساس میں ڈوبے اشعار تخلیق ہوتے ہیں۔اور اگر اندر کا موسم اس کے برعکس ہو تو شاعر کے یہاں اشعار میں بھی تلخی، دکھ، رنج، حسرت، محرومی کے رنگ نظر آتے ہیں۔

جب گذرتا وقت پریشانی، بے اطمینانی، نا امیدی کو پروان چڑھا رہا ہو، دیرینہ رستے اجنبی بن جائیں دن کے رستے پر اندھیرا قابض ہونے پر بضد ہو، فضائیں کسی بھی ان ہونی کے انتظار میں ہوں تو ایسے بوجھل اور بے جان لمحات میں شاعری جنم لیتی ہے۔کبھی امید کی کرن چمکتی ہے تو کبھی خیال کے جگنو ان گھٹا ٹوپ اندھیروں میں اجالا بکھیر دیتے ہیں۔کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ زندگی کی راہوں کا سراغ لگاتے لگاتے ، اسے کھوجتے کھوجتے انسان خود کھو جاتا ہے لیکن اس کے تخلیق کردہ اشعار اسے کھوج نکالنے میں نہ صرف معاون ثابت

ہوتے ہیں بلکہ اسے امر کر دیتے ہیں۔

میری نظروں کے سامنے تانیہ عابدی کا شعری مجموعہ ''سفرِتنہا'' ہے۔اور میں مسرت کے سمندر میں غوطہ زن ہوں، یہ ہمہ جہت شخصیت جو کبھی تو روہی ٹی وی پر ہر رمضان نعتیہ مقابلوں کی منصفِ اعلیٰ کے فرائض انجام دیتی نظر آتی ہے تو کبھی معذوروں و مستحقین کے لیے کوشاں، نعت خواں، میلاد خواں، غزل خواں، ادبی پروگراموں کی روحِ رواں، ڈریس ڈیزائنر، بیوٹیشن، میوزک کمپوزر، موٹیویشنل اسپیکر، صاحبِ کتاب شاعرہ بھی ہوگئی ہے۔تانیہ عابدی کے یہاں شعر کہنے کے محرکات ان کی اپنی زندگی، اس کے نشیب وفراز اور حالات کی چیرہ دستیاں ہیں۔نا آسودہ تمنائیں، معصوم خواہشات، اور مسلسل فریب خوردگی ہے۔

تانیہ کی غزل کے اشعار میں یاسیت، زود رنجی، دل شکستگی، تنہائی، ہجر زدگی کے مضامین کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ان کے اشعار ان کی شخصیت کو آشکار کرتے ہیں۔وہ ایک ایسی شخصیت ہیں جو زندگی کے شدائد اور مصائب کو جھیلنا جانتی ہے یہی وجہ ہے کہ ان کی غزل میں حوصلہ مندی کا عنصر بخوبی تلاش کیا جا سکتا ہے اس بات سے قطع نظر کہ کہیں کہیں پر وہ اس شکست و ریخت کو چھپانے میں کامیاب نہ ہوسکیں جس سے وہ عمر بھر دوچار رہیں۔بارشوں کے انتظار میں کڑی دھوپ کا سامنا کیا لیکن نرم پھوار سے لہجے میں اپنے احساسات قلم بند کیے، دلی کیفیات کو مثبت راہ پر ڈالتے ہوئے قلم اور کاغذ کا سہارا لیا، شعر گوئی کو کیتھارسس کا ذریعہ بنایا۔

محبتوں کے نرم و نازک احساسات کو ریشم جیسے لفظوں میں پرونے، دل کو چھو لینے والے اشعار تخلیق کرتے ہوئے شاعر کیسے کیسے حالات سے گذرتا ہے، زخم سہتا ہے، گھائل ہوتا ہے۔لیکن یہی زخم زخم لہجہ خوبصورت اشعار میں ڈھلتا ہے تو قاری بے ساختہ کہہ اٹھتا

ہے کہ:

شاید یہ بھی میرے دل میں تھا

تانیہ کے اشعار اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ وہ کٹھن راہوں کی مسافر ہیں جو عمر بھر کل وقتی سائباں کی تلاش میں رہیں لیکن جز وقتی پناہوں میں گھڑی دو گھڑی ہی ٹھہر سکیں تاہم اپنے اشعار کے آئینے میں وہ پرعزم اور باحوصلہ نظر آتی ہیں۔

تانیہ عابدی اپنے اشعار میں کس طرح خود کو منکشف کر رہی ہیں ملاحظہ فرمائیے:

کب مرے دل میں مسرت کا بسیرا ہو گا
جس کے باعث مری دنیا میں سویرا ہو گا
اب تو میں تھکنے لگی ہوں مِرے آقا مولا
دور کب دل کے نگر سے یہ اندھیرا ہوگا

ہم نے کھائے ہیں زندگی میں فریب، پھر بھی ہنستے ہیں مسکراتے ہیں
تم بھی ان مشکلوں سے گزرو اور مسکراؤ تو مان جائیں ہم
ساتھ چلنا تو کوئی بات نہیں، زندگی تو گذر ہی جاتی ہے
ساتھ دینا معنی رکھتا ہے،تم نبھاؤ تو مان جائیں ہم

دل میں ہزار شمعیں جلا کر چلا گیا
وہ بے وفا عجیب تھا آ کر چلا گیا
یوں تو ہمیشہ ہی سے تھی ویران زندگی
وہ تیرگی کو اور بڑھا کر چلا گیا

آپ ہی میری تمنا آپ ہی میری دعا
آپ ہی میری محبت آپ ہی میری جزا

آپ نے آکر کھلایا ہے محبت کا چمن
اب کسی بھی بات پر مجھ کو نہیں رب سے گلہ

تانیہ اپنے دکھوں اور دردناک کیفیات کو اساسی طور پر میر تقی میرؔ جیسی ہی سمجھتی ہیں شاید اسی لیے انھوں نے میرؔ کے شعر سے اپنے حصہء غزل کا آغاز کیا۔ان کی شاعری میں تتلی پھول جنگل، جگنو کی تشبیہات واستعارے چاہ کر بھی جگہ نہ پا سکے۔وہ عمر بھر ہجر کے صدمات سے دوچار، فرقت کے دکھوں میں گرفتار، یقین و بے یقینی کی کیفیات، تنہائی سے نبرد آزما رہی ہیں اس لیے ان کے یہاں ہجر، تنہائی۔ہم سفر کی بے وفائی، نارسائی ناامیدی کی کیفیات شد و مد سے دکھائی دیتی ہیں۔زندگی نے ان کو بہت سے چہرے دکھائے، وقت نے بہت سے آئینوں پر گرد کی تہیں جمائیں، ساتھی کا ملنا بچھڑنا غرض ان کے اندر کے موسم میں ہر ساعت اتھل پتھل ہی رہی۔

دنیائے سخن میں وارد ہوئے تانیہ کو زیادہ عرصہ نہیں ہوا، کربِ تنہائی بھی ان کی پہلی کتاب ہے لیکن انھوں نے قاری اور سامع کی توجہ اپنی جانب مبذول کروالی ہے عام فہم الفاظ اور سادہ طرزِ بیان کی وجہ سے ان کی شاعری عوام الناس میں مقبول ہے۔زباں زدِ عام ہو جانے والی غزل کے کچھ شعر دیکھیے.....

عمر گزری ہے سر بسر تنہا
ہم سفر تھا مگر سفر تنہا

ہم نے جھیلا اکیلے پن کا عذاب
کوچہ کوچہ نگر نگر تنہا

چلتی رہتی ہوں جانبِ منزل
ساری دنیا سے بے خبر تنہا
پھول خوشبو سے دوستی چاہی
عمر کانٹوں پہ کی بسر تنہا
تانیاؔ جانِ انجمن ہے تُو
روتی رہتی ہے کیوں مگر تنہا

اوراس غزل کے یہ اشعار دیکھیے

اُن سے جب دل کی بات ہوتی ہے
وجد میں میری ذات ہوتی ہے
اُن سے ملنا تو معجزہ ہوگا
اُن سے خوابوں میں بات ہوتی ہے

زمانوں سے سنتے آئے ہیں کہ شاعری سے اگر محبت کو نکال دیا جائے تو کچھ باقی نہیں بچتا کیونکہ محبت تو آکسیجن ہے لیکن تانیہ کی شاعری کا مطالعہ کرتے وقت یہ خیال بار بار آیا کہ اس آکسیجن کا تسلسل اگر ٹوٹ جائے تو اتنے خوبصورت اشعار بھی جنم لیتے ہیں۔ تانیہ کا دل تو کئی بار ٹوٹا، محبتوں میں ہجر کے مرحلے بھی آئے، بے وفائیوں کے سلسلے بھی چلے لیکن اس نے خود کو ٹوٹنے نہ دیا۔ انا خودداری حوصلہ مندی کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ ان کی شاعری ان کے اپنے حالات واقعات، محسوسات و تجربات کی پیداوار سہی لیکن اس کو جس سلیقے سے پیش کیا گیا ہے وہ ہر دل میں جگہ پا گئی ہے۔

تانیہ ایک دردمند دل رکھتی ہیں، وہ محبت کرنے والی خاتون ہیں وہ کمزوروں، مجبوروں، بے کسوں کے لیے اپنے دل میں نرم گوشہ رکھتی ہیں ان کا ماننا ہے کہ

دردِ دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو

جب تک دل میں ہمدردی اور محبت کا جذبہ نہ ہو انسان ادھورا ہے۔ انہی سچے جذبات کی ترجمان ان کی نظمیں بھی ہیں مثال کے طور پر ان کی نظم باہمت لوگ جو معذوروں کے جذبات کے حوالے سے لکھی گئی ہے۔ یومِ مئی بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

تانیہ نے ملی نغمہ بھی تحریر کیا ہے جو ان کے جذبہء حب الوطنی پر دال ہے۔ ہمارا قائد ہمارا رہبر خوبصورت تخلیق ہے۔ ماں، یومِ کشمیر، وغیرہ ۔

اس پدرسری سماج میں جہاں خواتین جبر واستبداد کا شکار ہیں تانیہ کی نظم قوی مون سوچ کے درواکرتی ہے۔ صنفِ نازک کے جذبات کے ساتھ صنفِ قوی کے ناروا رویے کس درجہ اذیت بخش ہیں ان کی نظمیں دیکھیے ۔ بے وفائی کس طرح توڑ جاتی ہے اس کا اندازہ آپ کو ان نظموں کو پڑھ کر ہوگا۔

ابھی پچھلے دسمبر میں، میں کیسے بھول پاؤں گی، ٹوٹے خواب وغیرہ.....

ان کی نظم ''مرے اندر جو لڑکی ہے'' ان کی حوصلہ مندی اور زندہ دلی کا ثبوت ہے، تانیہ کے مجموعہ کلام میں حمد، نعت، غزلیں، نظمیں، اور سرائیکی کلام شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ان کی کامیابی اور خوشیوں بھری زندگی کے لیے دعا گو ہوں۔

ڈاکٹر تزئین راز زیدی

سابق صدر شعبہء اردو، بحریہ کالج کراچی

ہوئی تاخیر تو کچھ باعثِ تاخیر بھی تھا

تانیہ عابدی

قارئینِ کرام! آپ سوچ رہے ہوں گے شعر و شاعری جب اس خاندان کے خون میں رچ بس گئی ہے تو تانیہ عابدی کے مجموعہِ کلام کی آمد میں اتنی تاخیر کیوں ہوئی۔

باعثِ تاخیر کیا تھا، یا اس تاخیر کے اسباب کیا کیا رہے، سوچتی ہوں آپ سے شئیر کرتی چلوں کہ ہوئی تاخیر تو کچھ باعثِ تاخیر بھی تھا.....شاعری کا آغاز تو کالج لائف میں ہو چکا تھا..... پہلا شعر بھی اپنی ٹیچر کے لیے کہا جو کچھ اس طرح تھا:

اس سادگی پہ تیری یہ دل نثار ہے
مہر و وفا کا پیکر دل کا قرار ہے

ایف اے اور بی اے میں اردو شعراء کو پڑھا تو شاعری سے دلچسپی مزید بڑھی، میر کی شاعری میں دکھ درد اور رنج و غم کی کیفیات کو محسوس کرتی تو سوچ میں پڑ جاتی کہ آخر شاعر اتنے درد بھرے اشعار کیوں لکھتے ہیں، زندگی کے غموں ہی کا تذکرہ کیوں کرتے ہیں..... ان دنوں زندگی میرے لیے رنگ و نور سے عبارت تھی مجھے خبر ہی نہ تھی زندگی میں کیا کیا موڑ آتے ہیں.....کن کن حالات سے یہ زندگی دوچار کرتی ہے۔ کیا کیا کھونا پڑتا ہے۔

کیسے کیسے حالات سے نبرد آزما ہونا پڑتا ہے اور کن کن مسائل سے گذرنے کے بعد شعر تخلیق ہوتے ہیں۔ خیر وقت نے زیادہ انتظار نہیں کروایا۔ عملی زندگی میں قدم رکھتے ہی مجھ پر زندگی یوں کھلی کہ کیا شاعری اور کیا اس کے اسباب سب درجہ بدرجہ کھلتے چلے گئے.....

میں نے اپنی زندگی کی تگ و دو میں بہت کچھ کھویا بھی اور بہت کچھ پایا بھی۔ کم و بیش

ہر کیفیت کو اشعار میں سمویا ہے یوں سمجھیے زندگی بھر کے احساسات کا بھرپور نچوڑ ہے جو آپ کی نذر کر رہی ہوں۔ میں کم عمری سے نہ صرف شاعری کی شدھ بدھ رکھتی تھی بلکہ گاہے گاہے شعر کہتی بھی رہی تھی لیکن مجھے اندازہ نہیں تھا کہ میں اتنی ساری غزلیں اور نظمیں لکھ لوں گی کہ ان کا انتخاب کتابی شکل میں لانا پڑے گا۔ شاعری میرے خمیر میں موجود تھی، گھر کا ماحول بھی علمی و ادبی تھا، دادی صاحبہ عربی اور فارسی میں مذہبی رثائی شاعری فرماتیں، والدہ اور والد صاحب علم و ادب سے وابستہ سنجیدہ موضوعات پر مبنی کتب کے خالق تھے، دونوں بڑی بہنیں شعر و ادب سے گہری وابستگی رکھتی تھیں۔ لیکن اس کے باوجود مجھے نہ تو شاعرہ کہلوانے کا کوئی خاص شوق تھا نہ میں نے اس سلسلے میں کوئی شعوری کوشش ہی کی۔ میں یہ بھی نہیں کہوں گی کہ میں حادثاتی طور پر شاعری کو اپنا بیٹھی۔ مجھے تو میرے حالات اور زندگی کے غیر یقینی واقعات نے شاعرہ بنا دیا، یہی وجہ ہے کہ میری شاعری محض جذبات و احساسات کی شاعری ہے۔ میں نے اپنے چہرے پر مسکراہٹ سجالی اور اپنے اندر کے غموں کو شاعری میں چھپا دیا۔

میں اپنے والدین کی سب سے چھوٹی اور لاڈلی بیٹی تھی۔ بڑے بھائی بہنوں کی محبتوں کا مرکز، مجھے پتا ہی نہ تھا دکھ کسے کہتے ہیں کوہ قاف کی پری کی طرح جو چاہتی مل جاتا۔ کالج اور یونیورسٹی لائف میں بہت سوشل اور ہر دلعزیز ہستی ہوتی تھی بہت شوخ، زندہ دل، چنچل، ہنسنے بولنے والی، مجھے پتا ہی نہیں تھا غم یا دکھ کس کو کہتے ہیں، لیکن قسمت کا لکھا ہو کر رہتا ہے، یہ فیصلے بہت پہلے ہی ہو جاتے ہیں اور ہمیں چار و ناچار سر جھکانا ہی پڑتا ہے۔ میری زندگی کا دوسرا اور عملی دور شروع ہوا تو مجھے بہت سی کڑوی حقیقتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ میری سچائی کے مقابل جھوٹ تھا، منافقت تھی، بے وفائی تھی، دھوکہ تھا، فریب تھا، میں نے قلم و قرطاس کا سہارا لیا اور زندگی میں ملنے والے تمام دکھ سکھ ڈائری کے صفحات پر منتقل کرتی رہی۔ ہجر و

وصال کی سچی کیفیات، حقیقی تصویریں، جن میں کوئی تصنع تھا نہ مبالغہ آرائی۔

میری شاعری میں آپ کو تنہائی کا کرب بھی ملے گا اور وصل کی خوشی بھی، یہ اور بات کہ میری زندگی کے سفر کا بیشتر حصہ ہم سفر کے باوجود تنہا ہی گذرا۔ کیا کہوں.....

عمر گزری ہے سر بسر تنہا
ہم سفر تھا مگر سفر تنہا

پہلی شادی ختم ہونے کے بعد جب میں بکھری بکھری شخصیت لیے ملتان آئی تو میرے ملتان کے دوستوں نے نہ صرف میرا ساتھ دیا بلکہ میرا حوصلہ بڑھایا۔ اس دوران میری دوسری شادی ہوئی اور وہ بھی کچھ سالوں کے بعد ختم بھی ہوگئی، دکھوں کا ایک نیا سلسلہ چل نکلا اُداسی، تنہائی، ہجر بے قراری، بہر حال میں نے خود کو بمشکل اس کیفیت سے نکالا اور پھر رفتہ رفتہ میں سوشل لائف میں آ گئی۔ یہاں بہت سے پرانے دوست مل گئے، شوذب نے مجھے بطورِ خاص شاعری کی جانب توجہ دینے کی تلقین کی۔ میری پرانی سہیلیوں کو معلوم تھا میں شعر کہتی تھی سو وہ مجھے مشاعروں میں لے گئیں۔ سب سے پہلے ملتان لٹریری کلب سے مجھے میری ایک دوست نے متعاف کرایا اس کے بعد مجھے ملتان کی ادبی تنظیموں میں تواتر کے ساتھ مدعو کیا جانے لگا۔ میرے پیارے دوستو میں نے سترہ سال باقاعدہ طور پر شاعری نہیں کی۔ لیکن ان سب کے اصرار پر پرزہ پرزہ جمع کیا۔ درد و غم دکھ اور سکھ کے جذبات کو باقاعدہ غزلیات کی شکل میں ڈھالا اور نہ صرف مشاعروں میں جانے لگی بلکہ میرے اشعار پسند بھی کیے جانے لگے۔ قریبی دوستوں کو معلوم تھا کہ خدا نے مجھے مترنم آواز سے نوازا ہے تو ان کے کہنے پر میں نے ترنم سے بھی اپنا کلام پڑھنا شروع کیا جسے بہت سراہا گیا۔

اللہ پاک نے بہت عزت دی۔ شاعرہ کی حیثیت سے تو اپنا آپ منوا چکی تھی، نعت خوانی میں بھی اللہ نے مجھے بہت بڑا مقام عطا کیا روہی ٹی وی پر میں تین چار سال سے

نعتیہ پروگراموں میں جج کے فرائض انجام دے رہی ہوں اور بحمد اللہ بہت کامیاب پروگرام کر رہی ہوں۔

میری دوسری شادی ناکام تو ہوئی لیکن مجھے اور میرے حوصلوں کو نہ توڑ سکی۔ میں پھر سے تنہا ہوگئی اکیلی ہوگئی لیکن اس بار تخلیق ہونے والے اشعار کا رنگ کچھ یوں رہا:

وہ چھوڑ گیا ہے تو ملاقات نہ ہوگی
اب اس سے محبت کی کوئی بات نہ ہوگی
دیکھیں گے نہ سوچیں گے نہ چاہیں گے اسے اب
اب اس کے لیے پیار کی برسات نہ ہوگی

لیکن جینے کا ایک سہارا بیٹی کی شکل میں مل چکا تھا، سو زندگی رواں دواں رہی۔ میری شادیوں کی ناکامی کا سبب یہی تھا کہ مجھے وفا کے بدلے وفا نہیں ملی۔ میری ایک ہی خواہش تھی کہ میرا شوہر مجھ سے وفادار رہے کیونکہ میں خود بھی سچی اور اپنے شوہر سے وفادار تھی۔ میری ڈیمانڈ نہ دولت تھی نہ عہدہ حتیٰ کہ نہ ہی ستائشی کلمات۔ میں تو صرف اور صرف سچائیوں، خوشیوں اور محبتوں کی متلاشی تھی:

وہ جو جیون میں میرے آئے تھے
وہ تو آئے تھے دل لگی کے لیے

دوستو حوصلے بلند تھے لیکن تنہائیوں میں ڈوبتی رہی شعر کہتی رہی۔ لیکن میرے ملتان کے دوستوں نے اپنی محبتوں اور اپنائیت بھرے رویوں سے مجھے ایک بار پھر سنبھال لیا میں مرتے دم تک ان کی محبت، خلوص اور قدر دانی نہیں بھلا سکتی، میرے سگے بہن بھائی تو مجھ سے بہت دور ہیں آپ ہی میرے اپنے ہیں میرے ملتان کے دوستو! میں آپ کو سلام پیش کرتی ہوں۔ مجھے سرائیکی زبان سے بہت محبت ہے، آپ سب جانتے ہیں میں سرائیکی میں

بھی شاعری کرتی ہوں انشا اللہ میں جلد اپنا سرائیکی مجموعہ منظرِ عام پر لاؤں گی ،اور یہ بات میں بہت فخر سے کہتی ہوں کہ سرائیکی زبان اور شاعری میں جناب ڈاکٹر مقبول گیلانی میرے اُستاد ہیں ،انھوں نے سرائیکی بولنے اور شاعری کرنے میں میری بہت حوصلہ افزائی فرمائی ہے ۔میری مادری زبان بے شک اُردو ہے اور میرے والدین کا لکھنؤ سے تعلق ہے لیکن ڈیرہ غازی خان میری جائے پیدائش ہے۔میری ابتدائی پرائمری ثانوی اور اعلیٰ تعلیم ملتان ہی سے ہوئی ہے۔میں ملتان کی بیٹی ہوں۔ملتان میرا وطن ہے اور مجھے دل و جان سے پیارا ہے

دوستو! آپ نے میری شاعری کے حوالے سے اہلِ علم و ہنر، ماہرِ شعر و سخن کی آراء تو پڑھ ہی لی ہیں میں اس کے علاوہ کیا کہوں کہ میں نے تو سچائیاں نذرِ قلم کی ہیں جب محبت پائی تو اسے لکھا جب دکھ ملا تو وہ تحریر کر دیا جب دھوکا ملا تو اس کو اشعار کے حوالے کر دیا جیسا کہ میری شاعری کے تجزیہ نگاروں نے کہا کہ میری شاعری جذبوں، ذاتی تجربوں کی سچائی پر مشتمل ہے تو کچھ غلط نہیں کہا، ایسا ہی ہے۔ مجھے زندگی نے جو دیا میں نے اسے اسی طرح پیش کر دیا۔اب اگر اہل ،نقد و نظر کو میری شاعری کی شکل میں پروین شاکر یا نوشی گیلانی ثانی نظر آتی ہیں تو یہ میرے لیے اعزاز کی بات ہے۔ میں جب جب نامساعد حالات سے گذری ،شاعری کی دیوی مجھ پر مہربان ہوئی۔میں نے تیسری شادی بھی کی لیکن کچھ مسائل کی وجہ سے وہ بھی جلد ہی ختم ہو گئی لیکن اب مجھے جینا آ گیا ہے۔شاعری میری ہمت بھی ہے اور حوصلہ بھی۔ میرا کوئی روایتی محبوب تھا، نہ ہے۔زندگی سے جب ساتھی کی خوشی ملی میں بھی مسرور ہوئی اور میری شاعری میں بھی بہار آ گئی۔ ہرجائی محبوب ساتھ چھوڑ گیا تو میری شاعری بھی ہجر و فراق میں ڈوب گئی :

تم جو بدلے بدل گئے ہم بھی
پیار تھا بندگی تو نہیں

وطن سے محبت کے حوالے سے لکھا، قائدِ اعظم کی شان میں، لکھا علامہ اقبال کے لیے دلی جذبات قلم بند کیے۔ اور تو اور اللہ پاک نے مجھے نعت اور حمد لکھنے کا شرف بخشا۔ یہ اس کا خاص کرم ہے کیونکہ میرا ماننا ہے کہ حمد و نعت اس کے کرم اور بخشش کے اشارے کے بغیر لکھنا ناممکن ہے۔ کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ پڑھیے اور اپنی رائے سے نوازیئے۔ بس یہ ذہن میں رہے کہ میری زندگی کی کتاب کی طرح ''سفرِ تنہا'' بھی سچائیوں پر مبنی کتاب ہے، میں نے ہمیشہ سچ لکھا ہے اور سچ ہی کہا ہے۔

آخر میں محترم ڈاکٹر مقبول گیلانی کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتی ہوں جنھوں نے میری کتاب کا نہایت باریک بینی سے مطالعہ کرتے ہوئے مفصل مقدّمہ لکھا اور میری شاعری کے حوالے سے اپنی قیمتی اور مستند رائے سے نوازا۔ شکر گزار ہوں محترم ڈاکٹر شکیل پتافی کی جن کی رائے میرے لیے سند کا درجہ رکھتی ہے، ممنون ہوں اپنے یونیورسٹی فیلو، ہمدرد و غمگسار دوست ڈاکٹر شوذب کاظمی کی جنھوں نے میری شاعری اور میرے حوالے سے ماضی کی یادداشتوں کو قلم و قرطاس کے سہارے امر کر دیا۔

محترم قمر رضا شہزاد صاحب جو عالمی شہرت یافتہ شاعر ہیں، ان کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ کہ انھوں نے میری کتاب پر تبصرہ لکھنے کے لیے اپنا قیمتی وقت عطا فرمایا اور میری حوصلہ افزائی فرمائی۔ بہت بہت شکریہ پیاری دوست شاہدہ وفا کا جس نے بڑی محبتوں کے ساتھ مجھے میری شاعری اور شخصیت کے حوالے سے خوبصورت تحریر سے نوازا۔

میں نہایت عقیدت و احترام سے اپنی بڑی بہن ڈاکٹر تزئین راز زیدی کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتی ہوں جو نہ صرف خود پانچ شعری مجموعوں کی خالق ہیں بلکہ ریٹائرمنٹ کے بعد سے گھریلو مصروفیات کے ساتھ ساتھ ادبی جریدے کی مدیرہ کے فرائض بھی انجام دے رہی ہیں۔ اپنی گوناں گوں مصروفیات کے باوجود انھوں نے نہ صرف یہ کہ میری کتاب پر مضمون

لکھا بلکہ قدم قدم پر میری رہنمائی فرمائی، مجھے رموزِ شاعری سے آگاہ کیا۔شاعری بلاشبہ الہام کی صورت اترتی ہے لیکن خیالات اس وقت شاعری کہلاتے ہیں جب اُن کو ایک خاص ترتیب، ترکیب، رموز، اوزان کو سمجھتے ہوئے سلیقے سے باندھا جائے اور بلاشبہ تزئین راز زیدی نے اس سلسلے میں مسلسل میری حوصلہ افزائی کی، بیش قیمت مشوروں سے نوازا اور ڈائیریوں کے اوراق میں بکھری میری شاعری کو بالآخر کتابی شکل میں نہ صرف یکجا کروا دیا بلکہ پبلش کروا کر منصۂ شہود پر لانے تک میری ہم قدم رہیں۔مجھ پر اپنی ماں سمان سب سے بڑی بہن اسماء وارثی کا شکریہ بھی واجب ہے، جن کے پیار کی لازوال دولت ہمیشہ میرے ساتھ رہی اور جو ہمیشہ نہ صرف یہ کہ دامے، درمے، سخنے میری معاونت کرتی رہیں بلکہ ایک ماں کی طرح مجھے سنبھالتی بھی رہیں۔اللہ پاک ان کو صحت اور طویل زندگی سے نوازے، آمین۔

یہاں میں نئے آنے والے شاعروں کو بھی یہ پیغام دوں گی کہ جس طرح ہم زندگی کی دیگر فیلڈز میں استادوں سے کسبِ فن سیکھتے ہیں اسی طرح شاعری کرتے وقت بھی سینئر شاعروں سے اصلاح لینے میں کوئی عار نہیں سمجھیں، مطالعہ ضرور کریں۔صرف خیالات کو قلم بند کر لینا شاعری نہیں۔شاعری کرنا ہے تو سیکھیں، اصلاح لیں، اُستاد بنائیں اور شکر گذار رہیں.....اللہ تعالیٰ شکر گزاری و انکساری کو پسند فرماتا ہے۔دیکھیے آج میں صاحبِ کتاب شاعرہ ہوں کیونکہ میرا ماننا ہے کہ کوئی دو لفظ بھی بتائے تو اس کی استاد کی طرح عزت کرو۔ اللہ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔

آپ کی دعاؤں کی طالب

تانیہ عابدی،

ایم اے، ایم ایڈ ایجوکیشن پنجاب یونیورسٹی لاہور

حمد و نعت

☆

مری بگڑی بنا دے یا الٰہی
مرا دل جگمگا دے یا الٰہی

ترے احکام کو ہر گز نہ بھولوں
مجھے رستہ دکھا دے یا الٰہی

کروں ہر دَم ادا میں شکر تیرا
مری عادت بنا دے یا الٰہی

تری ہی بندگی پیشِ نظر ہو
ہر اک رشتہ بھلا دے یا الٰہی

ملے ایماں کی دولت میرے دل کو
مجھے مجھ سے ملا دے یا الٰہی

لکھی ہیں میری قسمت میں جو خوشیاں
انھیں دائم بنا دے یا الٰہی

مری فردِ عمل سے روزِ محشر
خطائیں سب مٹا دے یا الٰہی

ترا لطف و کرم ہے تانیاؔ پر
حرم اپنا دکھا دے یا الٰہی

☆

کب مرے دل میں مسرت کا بسیرا ہو گا
جس کے باعث مری دنیا میں سویرا ہو گا

اب تو میں تھکنے لگی ہوں مِرے آقا مولا
دور کب دل کے نگر سے یہ اندھیرا ہوگا

ہے ترا حکم کہ جو مانگیں تجھی سے مانگیں
تیری منگتی ہوں کرم مجھ پہ بھی تیرا ہوگا

مجھ کو ہے پورا یقیں تو ہی سنے گا میری
ایک دن آئے گا ایسا کہ وہ میرا ہوگا

دل کی بستی کو بہاروں کا شناور کردے
اب خزاؤں کا کہیں اور بسیرا ہوگا

☆

جب سے اُن کی نگاہِ کرم ہو گئی، زندگی میں مری انقلاب آ گیا
دور ہوتے گئے میرے رنج والم، دل کو میرے سکوں بے حساب آ گیا

آپ کے در سے مجھ کو ملے گی خوشی، آپ کے در پہ جا کے قرار آئے گا
آپ کے اک بلاوے کی امید میں، سر پہ میرے یقیناً سحاب آ گیا

اب تو للہ مجھ پر کرم کیجیے، اب بلا لیجیے اپنے دربار میں
عمر گزری ہے میری تڑپتے مگر، میری اس آرزو پر شباب آ گیا

کب کریں گے مجھ عاصی پہ نظرِ کرم، کب عطا ہو گا دیدارِ طیبہ مجھے
ہو گئی آخرش ان کی نظرِ کرم، منتخب ہو گئی انتخاب آ گیا

تانیا کا ہے دامن خوشی سے بھرا، دل میں الفت، محبت، عقیدت بسی
مجھ کو دنیا میں جنت عطا ہو گئی، میرے آقا کا مجھ کو جواب آ گیا

☆

آپؐ کے آنے سے ہر جانب بہاریں آ گئیں
کلیاں مہکیں گھر گھر ایسی یہ جہاں مہکا گئیں

آپؐ کے آنے سے ہر جانب اُجالا ہو گیا
آپؐ کیا آئے بہاریں مسکراتی آ گئیں

ان اندھیرے راستوں پر مشعلیں حق کی جلیں
آ گئے حق کے پیمبرؐ راحتیں ہی چھا گئیں

چار سو تھا گُھپ اندھیرا روشنی سی آ گئی
شافعِؐ محشر کی باتیں رُوح کو مہکا گئیں

حوضِ کوثر پر بلا لو تانیا کو یا نبیؐ
پیاس کے صحرا میں ہوں مجھ پہ خزائیں چھا گئیں

☆

ارضِ طیبہ میں بلا لیجئے سرکار مجھے
اب تو للہ کرا دیجئے دیدار مجھے

چاہتی ہوں کہ میں روضے پہ سناؤں نعتیں
کاش مل جائے یہ موقع سرِ دربار مجھے

پوری ہوجائے مِرے دل کی تمنا آقاؐ
آپ کے در سے ملے دیدۂ بیدار مجھے

آپ کے در سے سکوں مجھ کو ملے گا آقاؐ
اپنے قدموں میں جگہ دیں مِرے مختار مجھے

نعت خوانی میں کٹی ہے یہ مری عمرِ عزیز
نعت گوئی بھی سکھا دیجئے سرکار مجھے

☆

مدینے بلا لو مدینے کے والی
ترے در پہ آئی ہوں بن کر سوالی

میں پہنچوں گی کیسے کہ بے بال و پَر ہوں
مجھے تم دِکھا دو وہ روضے کی جالی

بہت رنج و غم ہیں میری زندگی میں
چھپا لو مجھے اپنی کملی میں کالی

سنا ہے مدینہ کرم ہی کرم ہے
مجھے بھی عطا کر دو شانِ بلالی

مجھے بخشوا دو شہہِ دوسرا ہو
کرم کردو مجھ پر دو عالم کے والی

کرم کی نظر ہو اگر میری جانب
بھرے تانیا اپنا کاسہ یہ خالی

☆

جب بھی مشکل گھڑی کوئی پیش آئی ہے
مصطفیؐ نے مدد میری فرمائی ہے
مجھ کو ہر دَم سہارا دیا آپ نے
آپ ہی نے مدد میری فرمائی ہے

آپ آقا مِرے آپ مولا مِرے
آپ ہادی مِرے آپ داتا مِرے
رنج و غم کی گھٹا جب کبھی چھائی ہے
آپ ہی نے مدد میری فرمائی ہے

اب تو طیبہ نگر کا سفر چاہیے
مجھ کو رحمت بھری اک نظر چاہیے
میرے دل کی کلی جب بھی مرجھائی ہے
آپ ہی نے مدد میری فرمائی ہے

تانیا کو سہارا دیا آپ نے
جو بھی مانگا کیا ہے عطا آپ نے
میرے ہونٹوں پہ جب بھی دعا آئی ہے
مصطفیؐ نے مدد میری فرمائی ہے

بحضور امام، عالی مقامؑ

جاں کی بازی لگائی سجدے میں
دیں کی عظمت بڑھائی سجدے میں
اپنے ناناؐ کے دین کی خاطر
اپنی گردن کٹائی سجدے میں

غزلیات

مجھ کو شاعر نہ کہو میرؔ کہ صاحب میں نے
درد و غم کتنے کیے جمع تو دیوان کیا

☆

عمر گزری ہے سر بسر تنہا
ہم سفر تھا مگر سفر تنہا

روز و شب یوں گزر گئے جیسے
دشتِ الفت کی رہِ گزر تنہا

ہم نے جھیلا اکیلے پن کا عذاب
کوچہ کوچہ نگر نگر تنہا

چلتی رہتی ہوں جانبِ منزل
ساری دنیا سے بے خبر تنہا

زندگی روز تیرے بارے میں
سوچتی ہوں بہ چشمِ تر تنہا

پھول خوشبو سے دوستی چاہی
عمر کانٹوں پہ کی بسر تنہا

جس پہ چلتے تھے ساتھ ساتھ کبھی
ہو گئی ہے وہ رہ گذر تنہا

تم مری زندگی میں آئے تھے
کر گئے ایک دن مگر تنہا

تم تو بچھڑے ہی تھے مگر جاناں
ہم بھٹکتے ہیں در بدر تنہا

موت کو ہم گلے لگا لیتے
زندہ رہنا ہی تھا اگر تنہا

تانیاؔ جانِ انجمن ہے تُو
روتی رہتی ہے کیوں مگر تنہا

☆

آج پھر اُس نے محبت کی قسم کھائی ہے
اک نئی رہ، نئی منزل مجھے دکھلائی ہے

اس کو معلوم تھا وہ ہے میری چاہت لیکن
مجھ کو معلوم نہ تھا وہ بڑا ہرجائی ہے

کس طرح اس کو دلاؤں میں محبت کا یقیں
جس کی صورت مری آنکھوں میں اتر آئی ہے

اُس پہ کھل جائے گا مفہوم مری چاہت کا
میری الفت مرے اشعار میں در آئی ہے

تانیؔا جب اسے پایا تو یہ احساس ہوا
ساتھ اس کے ہی تو دنیا مجھے راس آئی ہے

☆

اس عاشقی میں تیرے برابر نہیں ہوں میں
لیکن وفا کے باب میں کمتر نہیں ہوں میں

منکر نہیں ہوں میں تری اُلفت کے نور سے
لیکن تری عطا سے منور نہیں ہوں میں

تقدیر کس لیے تو مٹاتی ہے بار بار
لوحِ جہاں پہ حرفِ مکرر نہیں ہوں میں

آخر زمانہ مجھ کو رلاتا ہے کس لیے
مانا کہ بد نصیب ہوں احقر نہیں ہوں میں

آنسو بہائے دل جلا چھلنی ہوا جگر
عورت ہوں گوشت پوست کی پتھر نہیں ہوں میں

کیوں چاہتا ہے تو ترے قدموں میں ہی رہوں
ہمدم ہوں میں تری کوئی نوکر نہیں ہوں میں

اب بھی مرے امید کے روشن ہیں سب چراغ
مایوسیوں کی آج بھی خوگر نہیں ہوں میں

اُستاد کی زمین میں لکھّی تو ہے غزل
سُن تانیہ پہ اُن کے برابر نہیں ہوں میں

☆

سب خواب سہانے جھوٹے تھے
وہ وعدے سارے جھوٹے تھے

یہ دل تھا مرا معصوم مگر
جو پائے سہارے جھوٹے تھے

تا عمر رہو گے ساتھ مرے
لیکن یہ دعوے جھوٹے تھے

تم چاند ستارے کیا لاتے
جب قسمیں وعدے جھوٹے تھے

پھر کس پہ بھروسہ کرتی میں
سب اپنے پرائے جھوٹے تھے

سب سنگی ساتھی چھوٹ گئے
جیون کے سہارے جھوٹے تھے

☆

مرے بارے میں مت سوچو مجھے تنہا سلگنے دو
نہ تم آؤ نہ دکھ بانٹو مجھے تنہا سلگنے دو

میری آنکھوں میں جھانکا تھا تو گھائل ہو گئے تھے تم
میری آنکھوں میں مت جھانکو مجھے تنہا سلگنے دو

مجھے کیوں یاد آتے ہو مرا دل کیوں جلاتے ہو
میری یادوں سے بھی جاؤ مجھے تنہا سلگنے دو

اگر مجھ سے محبت ہے مجھے اپنا بناؤ تم
مرے دل سے نہیں کھیلو مجھے تنہا سلگنے دو

تمھارے دَم سے قائم ہے میری یادوں کا یہ گلشن
مرے دل کی لگی سمجھو مجھے تنہا سلگنے دو

محبت کھیل ہے کیسا نہ پوچھو تانیا سے تم
نہ مجھ سے خوامخواہ الجھو مجھے تنہا سلگنے دو

☆

نازک سا اک تار کا رشتہ باقی ہے
تجھ سے اب بھی پیار کا رشتہ باقی ہے

تجھ کو چاہا ،تجھ کو سوچا ہے ہر دم
دل سے ہی دلدار کا رشتہ باقی ہے

تیری باتیں تیری یادیں میٹھے بول
بلبل سے گلزار کا رشتہ باقی ہے

آؤ مل کر ان یادوں میں رنگ بھریں
جن سے اب تک پیار کا رشتہ باقی ہے

اوجھل ہے نظروں سے لیکن دور نہیں
سوچ سے تو دیدار کا رشتہ باقی ہے

رشتے قائم ہوں یا ٹوٹیں تانیا
اب تو بس اشعار سے رشتہ باقی ہے

☆

عید کا دن بھی سوگوار رہا
اب کسی کا نہ انتظار رہا

تم بھی بدلے ہو موسموں کی طرح
ہم کو تم پر نہ اعتبار رہا

جانے کیوں دور ہو گئیں خوشیاں
کس کو خوشیوں پہ اختیار رہا

دل کی بستی اجڑ گئی جب سے
پھول مہندی نہ ہی سنگار رہا

تانیا بھول جاؤ تم اس کو
کس کو حاصل یہاں پہ پیار رہا

☆

سونے جیون کو سجانے کی سزا پائی ہے
پیار کو دل میں بسانے کی سزا پائی ہے

وقتِ رخصت نہ کیا ان سے کوئی بھی شکوہ
اشکِ غم دل میں چھپانے کی سزا پائی ہے

دل میں حسرت تھی کہ سچا کوئی دلدار ملے
چاہ یہ دل میں جگانے کی سزا پائی ہے

ساتھ چلتے رہے پر دل ہی جلایا ہم نے
اک تعلق کو نبھانے کی سزا پائی ہے

زندگی تجھ سے گلہ ہے نہ شکایت کوئی
ہم نے اس دل کو لگانے کی سزا پائی ہے

تانیا کربِ مسلسل میں گزارا جیون
اور پھر درد چھپانے کی سزا پائی ہے

☆

آپ ہی میری تمنا آپ ہی میری دعا
آپ ہی میری محبت آپ ہی میری جزا

آپ نے آکر کھلایا ہے محبت کا چمن
مہرباں مجھ پر یقیناً ہو گیا میرا خدا

آپ ہی کے دم سے مجھ کو دائمی خوشیاں ملیں
اب ہمارا ساتھ ہر لمحہ رہے رب العلی

آپ نے اس زندگی میں رنگ سارے بھر دیے
مسکراہٹ سے دوبارہ رابطہ میرا ہوا

آپ کے بن زندہ رہنا کس قدر دشوار ہے
آپ کے بن زندگی گویا کڑی لمبی سزا

☆

اس دنیا میں زندہ رہنا مشکل ہے
اپنا آپ مٹا کر دیکھا مشکل ہے

اس دنیا کے سارے رشتے جھوٹے ہیں
اس دنیا سے ربط بڑھانا مشکل ہے

کیسے وعدے کیسی قسمیں کیا پیمان
ٹوٹے دل کا راز بتانا مشکل ہے

سنگی ساتھی اپنے پرائے چھوڑ گئے
جیتے جی یوں تنہا رہنا مشکل ہے

جینے کی کوشش تو کرتے ہیں لیکن
سچ تو یہ ہے تم بن جینا مشکل ہے

کیسے گزرے گا یہ جیون بولو ناں
لمبا سفر ہے تنہا رہنا مشکل ہے

☆

سکوں ملا نہ کہیں ہم کو اس زمانے میں
عمر یا بیت گئی گھر کو گھر بنانے میں

عجیب ڈھنگ سے گزری ہے زندگی اپنی
لگی اک عمر ہمیں حالِ دل سنانے میں

فریب ہم کو ملے ہر گھڑی ہر اک لمحہ
زمانے بیت گئے دردِ دل چھپانے میں

نہ رنگ و نور کی کرنیں نہ ہے گلوں کی مہک
کہاں سے رنگ بھریں ہم بھلا فسانے میں

اُداس کیوں ہو اگر تانیا ملے ہیں یہ غم
یہی تو ہوتا ہے دنیا سے دل لگانے میں

☆

تجھ سے ہم پیار نبھائیں گے چلے جائیں گے
تیری دنیا میں نہ آئیں گے چلے جائیں گے

کوئی رشتہ بھی نہیں تجھ سے محبت کا مگر
تجھ کو ہی دل میں سجائیں گے چلے جائیں گے

تو نے تو توڑ دیا ربط و تعلق لیکن
خود کو ہم آپ مٹائیں گے چلے جائیں گے

اب کسی سے نہ کریں گے کوئی شکوہ ہم بھی
زخمِ دل اب نہ دکھائیں گے چلے جائیں گے

تیری الفت کی قسم ہم نہیں بھولے تجھ کو
جیتے جی بھول نہ پائیں گے چلے جائیں گے

زندگی ہم نے بہر طور نبھایا تجھ سے
بس ترا ساتھ نبھائیں گے چلے جائیں گے

زندگی جبرِ مسلسل سے عبارت ہے مری
زندگی تجھ کو بتائیں گے چلے جائیں گے

تانیؔا عمر گزاری ہے عجب فرقت میں
بس کسی طور نبھائیں گے چلے جائیں گے

☆

لذتِ غم کو بڑھاؤ یارو
کوئی تریاق نہ لاؤ یارو

دھوکہ دینا ہے تو دے دو لیکن
آس میری نہ بڑھاؤ یارو

دل کے یہ داغ چھپائے نہ چھپیں
دل نہ اس طور دکھاؤ یارو

ہم گھڑی پل کے مسافر ہی تو ہیں
ہم پہ اب اشک بہاؤ یارو

تم سے شکوہ نہ شکایت نہ گلا
اب ہمیں بھول ہی جاؤ یارو

☆

جستجو ہے یہ زندگی کے لیے
کون روتا ہے پھر خوشی کے لیے

ایک سچی خوشی کا لمحہ ہی
کافی ہوتا ہے زندگی کے لیے

زندگی کو گزار دیکھا ہے
یہ گزرتی نہیں سبھی کے لیے

ہر ملاقات پر یہ سوچا ہے
تم ہی کافی تھے زندگی کے لیے

وہ جو جیون میں میرے آئے تھے
وہ تو آئے تھے دل لگی کے لیے

ساتوں جیون گزار دوں تم پر
ایک جیون ہے کم خوشی کے لیے

☆

نیند سے بوجھل آنکھیں میری
ان آنکھوں میں تو ہی تو

سارے خواب سہانے میرے
ان خوابوں میں تو ہی تو

ان رنگوں سے رنگ دے جیون
جن رنگوں میں تو ہی تو

دل کے اندر جھانک کے ساجن
جب دیکھوں میں تو ہی تو

سورج چاند ستارے دیکھے
سب جلووں میں تو ہی تو

☆

آیا ترا خیال تجھے سوچتی رہی
پھر نیند تھی محال تجھے سوچتی رہی

جینا ہے اب مجھے تری آغوش میں صنم
ہو ہو کے میں نہال تجھے سوچتی رہی

بوسہ ملا جو خواب میں آنکھوں پہ ایک دن
میں ہو گئی گلال تجھے سوچتی رہی

دیکھا نظر چرا کے تجھے آج بزم میں
کیا شے ہے باکمال تجھے سوچتی رہی

آنکھوں سے دور ہیں میری نیندیں بھی آج کل
میں بن کے اک سوال تجھے سوچتی رہی

راہِ طلب میں گرچہ بہت غم اٹھائے ہیں
پھر بھی نہیں ملال تجھے سوچتی رہی

☆

ہم نے جو زندگی گزاری ہے ،تم گزارو تو مان جائیں ہم
اشک پلکوں پہ تھام رکھے ہیں ،تم بھی تھاموتو مان جائیں ہم

ہم نے کھائے ہیں زندگی میں فریب، پھر بھی ہنستے ہین مسکراتے ہیں
تم بھی ان مشکلوں سے گزرو پھر مسکراؤ تو مان جائیں ہم

ساتھ چلنا تو کوئی بات نہیں، زندگی تو گذر ہی جاتی ہے
ساتھ دینا معنی رکھتا ہے،تم نبھاؤ تو مان جائیں ہم

اُلجھے اُلجھے ہیں گیسوئے ہستی، زندگی میں ہیں الجھنیں کتنی
اپنی اُلفت سے اپنی چاہت سے تم سنوارو تو مان جائیں ہم

بکھرا جیون سمیٹ کر تم نے راہ دکھلائی تو ہے جینے کی
دیپ چاہت کے میرے رستوں میں تم جلاؤ تو مان جائیں ہم

☆

نہ سوچیں اب کسی کو ہم نہ کوئی واسطہ رکھیں
تمھارے ہو گئے ہیں ہم تم ہی سے رابطہ رکھیں

بھٹکتے پھر رہے تھے آج تک لیکن کیا ہے طے
جو تم تک لے چلے ہم کو وہی اک راستہ رکھیں

ملایا ہے خدا نے جب تو کیوں نہ ایک ہو جائیں
ہم اپنے بیچ اک رشتہ یہی رب ساختہ رکھیں

دکھا دیں اس زمانے کو محبت ہی عبادت ہے
خدا کے بعد بس محبوب ہی سے واسطہ رکھیں

بتا دو تانیا اُن کو کہ اُن سے پیار کرتی ہو
یہ دل بھی چاہتا ہے یہ کہ ان سے رابطہ رکھیں

☆

اتنی پیاری تو نہ تھیں پہلے ہماری آنکھیں
تم سے مل کر ہوئیں کچھ اور نیاری آنکھیں

دلکشی ان کی بھی قائم ہے تم ہی سے ہمدم
ورنہ واللہ کہاں اتنی تھیں پیاری آنکھیں

سادگی میں یہ حسیں اور نظر آتی ہیں
گر سجا لیں تو لگیں اور بھی پیاری آنکھیں

اپنے سینے میں چھپا لی ہے تمھاری چاہت
اپنی آنکھوں میں بسا لی ہیں تمھاری آنکھیں

شور دریا کا ہے ان میں تو سمندر کا سکوت
مئے الفت سے ہیں لبریز یہ کاری آنکھیں

تانیاؔ جب سے ملی تم سے اسی سوچ میں ہے
کیسی تھیں آج سے پہلے یہ ہماری آنکھیں

☆

خوابوں میں آ کے مجھ کو تم کیوں بلا رہے ہو
کیوں اپنی چاہتوں کے سپنے دکھا رہے ہو

معلوم ہے یہ مجھ کو، تم سے نہ مل سکوں گی
کیوں میرے من میں اپنی مورت بنا رہے ہو

وہ دن گئے کہ ہم تم اک راہ پر چلے تھے
کیوں ان دنوں کے قصے پھر سے سنا رہے ہو

ہم جیسے با وفا تو شاید ہی مل سکیں اب
الزامِ بے وفائی کس پر لگا رہے ہو

ہیں اب وہ دن نہ راتیں نے پیار کی وہ باتیں
بیتے دنوں کے نغمے پھر کیوں سنا رہے ہو

یادوں سے کس لیے ہے یہ رابطہ ابھی تک
یوں تانیا کو آخر تم کیوں رُلا رہے ہو

☆

پیار تا عمر نبھائیں یہ ضروری تو نہیں
تم کو ہم اپنا بنائیں یہ ضروری تو نہیں

جس نے سمجھا ہی نہیں دردِ محبت میرا
اُس کو ہر زخم دکھائیں یہ ضروری تو نہیں

وہ جو کھائیں تھیں محبت میں ہزاروں قسمیں
اُن کو ہم یاد دلائیں یہ ضروری تو نہیں

کتنے تنہا تھے اکیلے تھے کٹھن راہوں پر
آبلے دل کے دکھائیں یہ ضروری تو نہیں

تانیا وہ نہیں قسمت میں تو رونا کیسا
روگ چاہت کا لگائیں یہ ضروری تو نہیں

☆

تمھاری یاد میں ہم سوگوار رہتے ہیں
اگرچہ ساتھ بہت غمگسار رہتے ہیں

تمھارے پیار کی خوشبو بسی ہے سانسوں میں
تمھاری یاد میں ہی پُر بہار رہتے ہیں

کبھی تو آؤ گے ملنے نہ جانے کب آؤ
اسی خیال میں ہم بے قرار رہتے ہیں

فریب ہم کو دیا ہے وصال کا ہمدم
شبِ فراق ہے ہم اشکبار رہتے ہیں

نہ کوئی ساز نہ نغمہ نہ رنگ آرائی
سجی ہے بزم مگر دل فگار رہتے ہیں

☆

وہ چھوڑ گیا ہے تو ملاقات نہ ہو گی
اب اُس سے محبت کی کوئی بات نہ ہو گی

سوچیں گے نہ چاہیں گے نہ دیکھیں گے کبھی ہم
اب اُس کیلئے پیار کی سوغات نہ ہو گی

وہ غیر ہوا ہے تو اُسے دل سے بھلا دوں
اب اُس کیلئے آنکھ سے برسات نہ ہو گی

لڑنا ہے مقدر سے، تو پھر لڑتی رہوں میں
قسمت میں میری خوبیٔ حالات نہ ہو گی

ٹھکرا دیا اِس دل نے اُسے تانیا سو اب
پہلے سی فراوانیٔ جذبات نہ ہو گی

☆

تجھ کو سوچیں تجھے سلام کریں
کن خیالوں کو تیرے نام کریں

تیرگی شب کی تیرے نام کریں
یا اُجالوں کا اہتمام کریں

تو نے وعدہ کیا تھا آنے کا
ہم پہ لازم تھا اہتمام کریں

ساتھ رہنے کی کھائی تھیں قسمیں
ہائے یادیں کہاں تمام کریں

یاد آتے ہیں ہم کو وہ لمحے
کس طرح تجھ کو ہم کلام کریں

ہم تجھے ٹوٹ ٹوٹ کر چاہیں
دشتِ اُلفت میں اپنا نام کریں

تانیا جی اب اُن کی باتوں کو
لب پہ لائیں نہ ذکرِ عام کریں

☆

مجھ پہ حد درجہ جو یہ تم نے عنایت کی ہے
اُس پہ ناچار میرے دل نے بغاوت کی ہے

دل یہ کہتا رہا ہر جائی ہے خود غرض ہے تو
میں نے اُس سوچ پہ ہر بار ملامت کی ہے

جو یہ کہتا تھا کہ رکھوں گا محبت سے تجھے
آج اُس شخص نے بے وجہ عداوت کی ہے

کس طرح آئے گا اب اُس کی محبت کا یقیں
جس نے ہر بار ہی توہینِ محبت کی ہے

تانیا چھوڑ چکا ہے جو تجھے مدت سے
تو نے اک عمر فقط اُس کی عبادت کی ہے

☆

اُسی کی یاد ہمیں روز و شب ستاتی ہے
یہ زندگی ہمیں سپنے نئے دکھاتی ہے

تمھاری یاد سے روشن ہیں بام و در کے چراغ
تمھاری یاد شبستاں میرے سجاتی ہے

کبھی تو آئے گی لے کر صبا پیامِ وفا
تمھارے دل کی لگی روز گدگداتی ہے

تمھارے ہجر کو محسوس جب بھی کرتی ہوں
عجیب سوچ میرے دل میں کسمساتی ہے

وہ ایک وعدہ جو اک روز تانیا سے کیا
وہ ایک یاد میرے دل میں جگمگاتی ہے

☆

پُرمسرت ہو لازمی تو نہیں
جو بسر کی وہ زندگی تو نہیں

وہ جو بدلے بدل گئے ہم بھی
پیار تھا کوئی بندگی تو نہیں

بھول بیٹھے وہ ساتھ چھوڑ گئے
اک تعلق تھا دوستی تو نہیں

چار دن کی تھیں چاہتیں ان کی
بے وفائی تھی بے رُخی تو نہیں

بحرِ غم تجھ میں ہو گئی غرقاب
یہ کہیں میری سادگی تو نہیں

تالی بجتی ہے دونوں ہاتھوں سے
یہ جو کی اُس نے دوستی تو نہیں

تانیا ننگے پاؤں کیوں یہ سفر
دھوپ پھیلی ہے چاندنی تو نہیں

☆

میری آنکھوں کو بھا گیا کوئی
میرے دل میں سما گیا کوئی

روز کرتا ہے پیار کی باتیں
میرے سپنوں پہ چھا گیا کوئی

لیلیٰ مجنوں کا سارا افسانہ
چپکے چپکے سنا گیا کوئی

کر کے اُلفت کی پیار کی باتیں
دل میں شمعیں جلا گیا کوئی

میری چاہت کی پیار کی باتیں
دل سے اپنے بھلا گیا کوئی

☆

تمھیں پہ جان دیتے ہیں تمھیں سے پیار کرتے ہیں
تمھارے بن اگر جینا پڑے انکار کرتے ہیں

تمھیں ہم دل میں رکھیں گے تمھیں دھڑکن بنا لیں گے
تمھیں پر مر مٹیں گے ہم لو اب اقرار کرتے ہیں

تمھارے ساتھ چلنے کی تمنا ہے مرے ہمدم
تمھارے بن ملے جنت تو ہم انکار کرتے ہیں

محبت ہو وفا ہو اور اُلفت ہو بہم ہم میں
تمھارے نام ہم اپنے سبھی افکار کرتے ہیں

ملے ہو تم اگر بن کر خوشی اس سُونے جیون میں
کبھی اُلفت نہ کرنا کم یہی اصرار کرتے ہیں

زمانہ ہم پہ مرتا ہے مگر تیرے دیوانے ہم
ترے ہی نام یہ جیون چلو دلدار کرتے ہیں

☆

دل میں ہزار شمعیں جلا کر چلا گیا
وہ بے وفا عجیب تھا آ کر چلا گیا

یوں تو ہمیشہ ہی سے تھی ویران زندگی
وہ تیرگی کو اور بڑھا کر چلا گیا

اک آس تھی کہ کوئی ہمارا بھی ہے یہاں
لیکن وہ دل کی آس بجھا کر چلا گیا

ہم نے تو اُس کے پیار میں سب کچھ کیا قبول
لیکن وہ شخص ہم کو بھلا کر چلا گیا

اب تانیاؔ جہان سے ڈرنے لگے ہیں ہم
جو بھی ملا ، خوشی کو مٹا کر چلا گیا

☆

اور اِس دل میں کیا رکھا ہے
اک ہی بُت رہتے دیکھا ہے

دل کے ٹکڑے سینت کے رکھے
بس یادوں سے ربط رہا ہے

اندھیاروں کے باسی ہیں ہم
دل کا دیا جلتا بجھتا ہے

کیسے کروں میں شمعیں روشن
شمعوں کو تو لُوٹا گیا ہے

ہم نے تو سمجھا تھا جنت
لیکن دوزخ یہ دنیا ہے

ملتی ہوں گی سب کو خوشیاں
ہم کو تو یہ ہجر ملا ہے

☆

اُن سے جب دل کی بات ہوتی ہے
وجد میں میری ذات ہوتی ہے

اُن کو دیکھوں تو صبح ہوجائے
وہ نہ آئیں تو رات ہوتی ہے

اُن کے ہونٹوں سے پھول جھڑتے ہیں
خوشبوؤں ہی میں بات ہوتی ہے

اُن سے ملنا تو معجزہ ہوگا
اُن سے خوابوں میں بات ہوتی ہے

ایسا نشہ ہے اُن کی چاہت میں
ہوش کو خود ہی مات ہوتی ہے

اب زمانے سے ڈر نہیں لگتا
اُن کی اُلفت جو ساتھ ہوتی ہے

☆

جھرنوں جیسی گاتی لہریں
دل میں شور مچاتی لہریں

میرا دل ہے ایک سمندر
سانسیں آتی جاتی لہریں

جیون راہ کٹھن ہے جس میں
ساحل سے ٹکراتی لہریں

اُس کا مکھڑا پھولوں جیسا
خوشبوئیں بکھراتی لہریں

میرے دل میں بس جائیں گی
نظروں کی مُسکاتی لہریں

تانیا اُن کا راز تو سمجھو
ہر جانب پرچاتی لہریں

☆

ہم نے تو جاگ کر گذاری رات
کٹ گئی ہجر میں ہماری رات

آج خوابوں میں تم قریب ہوئے
ہو گئی آج ہم پہ بھاری رات

جب سے وہ زندگی میں آئے ہیں
ہم کو لگنے لگی ہے پیاری رات

اس کو دیکھے بنا قرار نہیں
نیند آتی نہیں ہے ساری رات

تانیا جاؤ جا کے سو جاؤ
ورنہ مشکل کٹے گی کاری رات

☆

ایک ہی بار پیار ہوتا ہے
عشق کب بار بار ہوتا ہے

پہلے آنکھوں سے باتیں ہوتی ہیں
اور پھر دل پہ وار ہوتا ہے

رات دن ان کی یاد کا نشہ
رات دن اک خمار ہوتا ہے

عشق کے راستوں پہ ہی اکثر
دل جنوں کا شکار ہوتا ہے

رکنے لگتی ہیں دھڑکنیں دل کی
جب کبھی وصلِ یار ہوتا ہے

یہ سکھایا ہے بے قراری نے
پیار ہی میں قرار ہوتا ہے

☆

سنو کیوں یاد آتے ہو
مجھے یوں کیوں ستاتے ہو

مرے جب ہو نہیں سکتے
مرا دل کیوں جلاتے ہو

سنو ہم تم پہ مرتے ہیں
ہمیں بس تم ہی بھاتے ہو

محبت تو تمھیں بھی ہے
مگر ہم سے چھپاتے ہو

لبوں سے کچھ نہیں کہتے
نظر سے سب سناتے ہو

کوئی اک فیصلہ کر لو
لگی دل کی بڑھاتے ہو

☆

موسم تھا خوشگوار تمھیں سوچتے رہے
ہم ہو کے بے قرار تمھیں سوچتے رہے

بارش کے بعد گھر کے دریچے سے لگ کے ہم
چپ چاپ سوگوار تمھیں سوچتے رہے

ہم بھیگتے رہے یونہی بارش میں دیر تک
پھر ہو کے اشکبار تمھیں سوچتے رہے

محسوس یہ ہوا کہ کہیں آس پاس ہو
کل رات بار بار تمھیں سوچتے رہے

آنکھیں جو کھولیں دیکھا وہاں کوئی بھی نہ تھا
پھر بھی تھا انتظار تمھیں سوچتے رہے

ٹوٹا یہ سحر جب تو اچانک ہی تانیا
ہم روئے زار زار تمھیں سوچتے رہے

☆

وقت کے ساتھ چل رہی ہوں میں
گرتے گرتے سنبھل رہی ہوں میں

وقت نے شمع کردیا ہے مجھے
لمحہ لمحہ پگھل رہی ہوں میں

اس کی یادیں سنبھالے بیٹھی ہوں
یعنی چپ چاپ جل جل رہی ہوں میں

اب بھی آتے ہیں اس کے خواب مجھے
جس کے سپنوں میں ڈھل رہی ہوں میں

وقت نے کیا ستم کیا مجھ پر
کفِ افسوس مل رہی ہوں میں

زندگی کے نگار خانے میں
خود کو پل پل بدل رہی ہوں میں

بس اسی بات کی خوشی ہے مجھے
اپنے رستے پہ چل رہی ہوں میں

☆

بے سبب کب سلام کرتے ہیں
ہم ترا احترام کرتے ہیں

تجھ کو چاہا ہے ٹوٹ کر ہم نے
اپنا دل تیرے نام کرتے ہیں

زندگی سے نہیں کوئی شکوہ
زندگانی تمام کرتے ہیں

پہروں سوچا ہے اک تجھے ہم نے
یونہی ہر دن کی شام کرتے ہیں

ساتھ جینے کی کھائی تھیں قسمیں
اب دعا و سلام کرتے ہیں

ساز ٹوٹا تو نغمگی کیسی
اپنے گیتوں کی شام کرتے ہیں

☆

مجھے تنہا ہی رہنا ہے یہی اب فیصلہ ٹھہرا
اکیلے غم کو سہنا ہے یہی اب فیصلہ ٹھہرا

تمہاری یاد آئے گی تو دو آنسو بہا لیں گے
یونہی اشکوں کو بہنا ہے یہی اب فیصلہ ٹھہرا

ہنسیں گے مسکرائیں گے خوشی سے ہی سہیں گے غم
تمہیں اپنا نہ کہنا ہے یہی اب فیصلہ ٹھہرا

بھلانا چاہ کر بھی تم بھلا نہ پاؤ گے ہم کو
ہمیں یادوں میں رہنا ہے یہی اب فیصلہ ٹھہرا

اگرچہ تانیا گزریں گے اب لمحات فرقت میں
مگر یہ دُکھ تو سہنا ہے یہی اب فیصلہ ٹھہرا

پیاری بیٹی لاریب کے نام

تو ممّا کی جان ہے لیبو
تو ممّا کی شان ہے لیبو

تیرے دَم سے جیون میرا
تو ہی میری جان ہے لیبو

تیرے دم سے گھر کی رونق
تو میری پہچان ہے لیبو

ہر دَم چہکے میری گڑیا
تجھ پر ماں قربان ہے لیبو

تجھ کو پا کر جی اُٹھّی ہوں
تو میری مسکان ہے لیبو

سب کچھ کھو کے تجھ کو پایا
تو میرا ارمان ہے لیبو

تجھ کو مانگا رب سے میں نے
تو اُس کا فیضان ہے لیبو

قسمت چاند ستارے جیسے
اونچی تیری شان ہے لیبو

نظمیں

ہمارا قائد ہمارا رہبر

قوم کو نغمہء بیدار سنایا جس نے
ہم کو باہمت و خوددار بنایا جس نے
ہر کڑی راہ پہ کردار دکھایا جس نے
ہاں چلے آؤ اُسی قائدِ بیدار کے ساتھ
اُسی مونس، اُسی ہمدم، اُسی غمخوار کے ساتھ
کافروں کے لئے تھامے ہوئے تیغِ برہم
ہاتھ میں اُسکے ہے دیکھو وہ ہلالی پرچم
باوجودیکہ ہے پیری پہ جواں ہے دم خم
ہاں چلے آؤ اُسی قائدِ بیدار کے ساتھ
اُسی مونس، اُسی ہمدم، اُسی غمخوار کے ساتھ

اُس کی للکار سے اغیار ڈرے جاتے ہیں
اور مسلم ہیں کہ بے تیغ لڑے جاتے ہیں
اپنے قائد کی قیادت میں بڑھے جاتے ہیں
ہاں چلے آؤ اُسی قائدِ بیدار کے ساتھ
اُسی مونس، اُسی ہمدم، اُسی غمخوار کے ساتھ
پیکرِ غیرت و ایثار ہمارا قائد
صاحبِ جرات و کردار ہمارا قائد
قوم مسلم کا علمدار ہمارا قائد
ہاں چلے آؤ اُسی قائدِ بیدار کے ساتھ
اُسی مونس، اُسی ہمدم، اُسی غمخوار کے ساتھ

ملی نغمہ

مرے وطن میرے پُرکھوں کی تو امانت ہے
ہے میری شان تو ہی تجھ سے ہی عقیدت ہے
ہیں میرے خون میں شامل محبتیں تیری
تیرے لئے میرے جذبوں میں بھی صداقت ہے
اگر تو جان بھی مانگے تو کوئی عُذر نہیں
کہ تیرے واسطے مرنا بھی تو شہادت ہے
رکھیں گے چاند ستارے کے سبز پرچم کو
بلندیوں پہ ہمیشہ یہ دل کی چاہت ہے
یہ فیصلہ بھی کیا تانیاؔ نے ارضِ وطن
مٹیں گے تیری ہی مٹی میں کہ محبت ہے

امن کے راہی

زندہ رہنے کے لیے بس امن ہونا چاہیے
امن پیغامِ محبت امن ہونا چاہیے
امن کے شیدائی ہیں میرے وطن کے نوجواں
امن سے سب کو محبت امن ہونا چاہیے
سا لمیت ہو ترقی ہو جہاں میں ہر جگہ
وقت کی ہے یہ ضرورت امن ہونا چاہیے
تان کر سینہ چلیں آزاد قوموں کی طرح
امن سے ماحول جنت امن ہونا چاہیے
تانیؔا خواہش ہے میری ارضِ پاکستان میں
تا حیات و تا قیامت امن ہونا چاہیے

یومِ کشمیر

آؤ اِن غم زدہ لوگوں سے پوچھیں
آؤ اِن بے نوا لوگوں سے پوچھیں
لہو میں کس طرح ڈوبے ہیں یہ سب
ہر اک سمت خون میں ڈوبے نظارے
ہر اک سمت گولیوں کی ٹھائیں ٹھائیں
ہر اک سُو برہنہ ہیں بے سر ہیں لاشیں
گلی کوچوں میں چلاتی آوازیں
بلاتی ہیں ہمیں اور کہہ رہی ہیں
ہمیں آزاد ظالم سے کراؤ
ہمارے گلشن کو ذرا پھر سے سجاؤ
ہمارے گھر میں کچھ دیپک جلاؤ

ہمیں کس جرم کی یہ سزا مل رہی ہے
ہمارے سر پہ دشمن بھلا کیوں کھڑا ہے
ہمارا بھی ہے حق کہ آزاد رہ کر
رہیں اپنے گھر میں، کہ ہم جیسے چاہیں
ہم اپنے وطن میں جو چاہے کریں گے
ہمارا یہ ہے عزم ہم ظلمتوں میں
نیا ایک سورج طلوع کریں گے

ماں

ماں! تُو نے ہمیں جنم دیا، ماں! تُو نے ہر اک درد سہا
ماں! تُو نے ہر شب جاگ کر گزاری تیری ممتا پہ ہوں میں واری
ماں تجھے سلام، ماں تجھے سلام
تُو نے ہنسنا ہمیں سکھایا، دنیا کے ہر غم سے بچایا
اپنے سائے تلے چھپایا، ہم کو اچھا انسان بنایا
ماں تجھے سلام، ماں تجھے سلام
اللہ نے تیری عظمت بڑھائی، قدموں میں جنت بنوائی
تُو نے ہر تکلیف اٹھائی، دی نہ کبھی پر تُو نے دُہائی
ماں تجھے سلام، ماں تجھے سلام
ماں تُو ہے روپ فرشتے کا، تیرے دم سے ہر رشتے کا
احساس ملا، انعام ملا، ماں تُو جو نہیں تو کچھ بھی نہیں
ماں تجھے سلام، ماں تجھے سلام
ماں کا پیکر اک رحمت بھی، اس کے دم سے ہے راحت بھی
ماں زندگی بھی، ماں روشنی بھی، ماں سب سے بڑھ کر قیمتی بھی
ماں تجھے سلام، ماں تجھے سلام

کرپشن

چلو اب وطن کو ہم اپنے سجائیں
نئے غنچے گلشن میں اپنے کھلائیں
یہ وعدہ بھی ہم آج کرتے چلیں گے
کرپشن سے ہم پاک اس کو کریں گے
بنائیں گے دھرتی کو امبر سے بہتر
نئی شمعیں اُلفت کی گھر گھر جلائیں
محبت کے نغمے سبھوں کو سنائیں
وطن سے محبت ہو ایمان اپنا
مگر ہے تقاضا محبت کا یارو
کہ پہلے کرپشن کو جڑ سے مٹائیں
یہ رشوت ستانی، یہ چوری چکاری
مٹانا ہی ہوگی مٹانا ہی ہوگی
ہمیشہ یہ کوشش رہے تانیا جی
تمھاری یہ باتیں سبھی مان جائیں

یومِ مئی

کیا یاد دلائے یومِ مئی
مزدور کی قدر و قیمت کو
مزدور کی شان و شوکت کو
اللہ کو پیارے لگتے ہیں
سُو ان کی شان نرالی ہے
قرآن میں کہتا ہے اللہ
الکاسب ' حبیب اللّٰہ
الکا سب ' حبیب اللّٰہ
تو سُن لو اے دنیا والو
ان کو نہ حقارت سے دیکھو
یہ لوگ ہیں وہ جو ہم سب کے
ہیں دوست پیارے پیارے سے
یہ دہقاں ہیں مزدور بھی ہیں
یہ اس گلشن کے پھول بھی ہیں
ان ہی کے دم سے گلشن ہے
ان ہی سے ہنستا آنگن ہے

Happy New Year

چلو آج ہم سالِ نو کو منائیں
دعا گو رہیں سال یہ راس آئے
ملے سب کو الفت محبت کی دولت
ملیں نعمتیں صحتوں عزتوں کی
کچھ ایسا زمانے میں ہم کر کے جائیں
جسے یاد کر کر کے سب مسکرائیں
ملے تھے جو غم ان کو دل سے بھلائیں
نئے سپنے دیکھیں نئی آس باندھیں
نئے غنچے جیون میں اپنے کھلائیں
ادھورے ہیں جو خواب، اس سال ان کو
مکمل کریں کھل کے ہم گنگنائیں
لڑیں ہم مصیبت کی ہر اک گھڑی سے
اگر ہے ہماری یہی آزمائش
ہم اُس کی رضا میں ہی راضی رہیں گے
معافی خطاؤں کی مانگیں خدا سے
ہمارے لبوں پر رہیں بس دُعائیں
ہر اک شخص کو سالِ نو ہو مبارک

سائباں

ملے تھے جو تم سے تو کب جانتے تھے
کہ یوں
ساتھ ہوگا ہمارا تمھارا
مگر جب ہوا ساتھ اک دم سے اپنا
تو دیکھا ان آنکھوں نے پھر ایک سپنا
وہ سپنا محبت کا سپنا بنا پھر
خلوص اور الفت کا سپنا بنا پھر
لگا جیسے سارا جہاں مل گیا ہو
کڑی دھوپ میں سائباں مل گیا ہو
الٰہی نہ سپنے کی تعبیر ٹوٹے

نہ ہاتھوں سے اُلفت کی زنجیر چھوٹے

کرم کرنا ہم پر دعا ہے خدایا

نہ چھوٹے کبھی ساتھ اپنا خدایا

یہ چھوٹا سا گھر اس کو گلشن بنا دے

اسی گھر میں خوشیوں کے پہرے بٹھا دے

کبھی غم کی پرچھائیاں تک نہ آئیں

جو غم کے ہوں بادل برسنے نہ پائیں

ابھی پچھلے دسمبر میں

ابھی پچھلے دسمبر میں تو ہم تم ساتھ تھے جاناں
مگر اب اس دسمبر میں کہیں تم ہو کہیں ہوں میں
وہ باتیں عشق و مستی کی جو تم بس مجھ سے کرتے تھے
محبت کے وہ افسانے جو تم مجھ کو سناتے تھے
سبھی کو بھول بیٹھے ہو
کہ مجھ سے عہدِ الفت اور ناطہ توڑ بیٹھے ہو
جو کہتے تھے کہ till death تم مجھے ہی ساتھ رکھو گے
نہ چھوڑو گے کبھی مجھ کو ہمیشہ پاس رکھو گے
بھروسہ تھا مجھے تم پر تمھاری ساری باتوں پر
بھروسہ توڑ ڈالا ہے
مجھے تنہائیوں کی آگ میں تنہا سلگنے کو
مسلسل جلتے رہنے کو
مقدر کر دیا تم نے
اکیلا کر دیا تم نے

سائیاں

یہ جو مجھ میں تو ہے سائیاں
تو ہی تو ہے تو ہے سائیاں
دل کے اندر باہر تو ہے
سانسوں کے ہر تار میں تو ہے
دل کرتا ہے ہر دم دیکھوں
میں تیری یہ انکھیاں سائیاں
بات کروں خوشیاں پا جاؤں
جب دیکھوں میں مکھڑا سائیاں
میرے جیون کی سب خوشیاں
اب ہیں تیرے دم سے سائیاں
بھول گیا ہے تُو ،تو مجھ کو
میں نہ کبھی بھولوں گی سائیاں
تیرا پیار بھی جھوٹا ہوگا
کہتی تھی سکھیاں یہ سائیاں
سکھیوں کو جھٹلا دے سائیاں
کشتی پار لگا دے سائیاں

ٹوٹے خواب

تم بھی ویسے ہو جاؤ گے
جیسے سارے ہوتے ہیں
تم سے دل کو اپنے لگایا
من میں اپنے تمہیں چھپایا
سب کہتے دھوکہ کھاؤں گی
روگ نیا پالوں گی پھر سے
تم بھی نکلو گے ہرجائی
پر میں نے مانی نہ کسی کی
تجھ کو اپنے دل میں بسایا
تیرے حوالے سے ہی میں نے
جانے کتنے خواب تھے دیکھے

تجھ سے امیدیں تھیں کتنی
تم کہتے منزل ہو میری
دل کا چین مجھے کہتے تھے
تیرے خوابوں کی رانی تھی

لیکن تم بھی چھوڑ گئے ہو
جیسے اوروں نے چھوڑا تھا
توڑ گئے تم وعدے اپنے
جیسے سارے توڑ گئے تھے.....
شاید دنیا سچ کہتی تھی.....

فاصلے مٹ جائیں گے

مجھ کو یقیں ہے میرے دلبر
غم کے بادل چَھٹ جائیں گے
روشن سورج پھر اُبھرے گا
ایک نئی پھر صبح ہو گی
پھر سے نئے غنچے چٹکیں گے
پھر سے نئی شاخیں پھیلیں گی
پھرسے نئی کلیاں چٹکیں گی
تو تھا اب تک تنہا اکیلا
تو، جو تھا وحشت کا مارا
اب ہوگا تنہا نہ اکیلا
کیونکہ تیرے ساتھ رہے گی

تیری اُلفت تیری چاہت
جو تیرے ہر دکھ کے بدلے
جو تیرے ہر غم کے بدلے
اپنی خوشیاں اپنی راحت
تیری جھولی میں ڈالے گی
تیرا غم بھی بانٹ سکے گی

احساس

تم سے مل کر احساس ہوا
کہ تم اِک پیار کا دریا ہو
بڑھتی موجوں کا کنارا ہو
تم نیّا کے کھیویّا ہو
تم پیار بھرا اِک نغمہ ہو
میں دھرتی ہوں تم امبر ہو
میں ندیا ہوں تم ساحل ہو
میں چھن چھن ہوں تم پائل ہو
لیکن اے میرے دلدار
ہر پل اک خوف سا رہتا ہے
یہ وقت جدا کردے نہ ہم کو
ظالم دنیا نہ بے بس کردے
بانورا من یہ دھڑکے ایسے
جیسے پھر نہ دھڑکے گا اب

یوں نہ دیکھیے .....

یوں پلٹ کر نہ دیکھئے ہم کو
دل میں کچھ خواب جاگ جاتے ہیں
بیتے لمحات یاد آتے ہیں
وہ زمانے کہ تم ہمارے تھے
ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر ہم تم
گیت چاہت کے گنگناتے تھے
نرم رستوں پہ خوش خرامی سے
ساری دنیا سے بے خبر ہو کر
پیار کے گیت گنگناتے تھے
یوں پلٹ کر نہ دیکھئے ہم کو
دل میں کچھ خواب جاگ جاتے ہیں

تیرے جانے کے بعد.....

تم آئے بیٹھے لوٹ گئے
دو چار گھڑی میں مجھ کو پیا
جیون کے سارے رنگ ملے
دو بانہوں کی پتوار ملی
دو دل جو ملے جھنکار ملی
لیکن بس تیرے جاتے ہی
جیون کے سارے خواب مرے
بے رنگ ہوئے بے نام ہوئے

آہٹ

میں صبح و شام ترے انتظار میں جاناں
تمھاری آہٹ کی منتظر ہوں
مجھے خبر ہے کہ تم اچانک
مرے سوالی بنو گے اک دن
ہاں مجھ سے مجھ کو ہی مانگنے کو
قدم بڑھاؤ گے میری جانب
نہ ختم ہو گی تری تمنا
نہ ختم ہو گی مری محبت
وہ دن کہ ہوں گے مسرتوں کے
وہ دن کہ ہوں گے مسرتوں کے
خوشی کی بارات جیسی راتیں
اگر ملن ہو گیا ہمارا
کبھی نہ ہم تم جدا رہیں گے
کبھی نہ ہم تم بچھڑ سکیں گے

باہمّت لوگ

اک دل تو ہم بھی رکھتے ہیں
جذبات تو ہم بھی رکھتے ہیں
محسوس تو ہم بھی کرتے ہیں
اُس خالق نے اُس مالک نے
اک دل بھی دیا اک جان بھی دی
اس دل میں کچھ ارمان دیئے
کوئی اپنا ہو کوئی ساتھی ہو
کوئی تو ہو کہ جس کو ہم
اپنا بھی کہیں آواز بھی دیں
دو پیار کے میٹھے بول کہیں دو پیار کے میٹھے بول سنیں
ہو اپنا پیارا گھر کوئی ہو اپنا جیون ساتھی بھی

جس سنگ رہیں پیارے گھر میں
واں پیار کی شمعیں جلتی ہوں
احساس کی کلیاں کھلتی ہوں
وہ میرا غم محسوس کرے میں اُس کے درد کو دور کروں
ہے جو بھی کمی ہم دونوں میں
مل جل کر پوری کر ڈالیں
اس دنیا کو دکھلا دیں ہم
اک دل تو ہم بھی رکھتے ہیں
اک جان تو ہم بھی رکھتے ہیں
محسوس تو ہم بھی کرتے ہیں
معذور سہی پر اے لوگو
احساس مکمل رکھتے ہیں

قوّیٰ مُون

تمھیں رب سے ملا اعزاز
قوّیٰ مون ہونے کا
محافظ ہو، میرے سرتاج ہو تم، فخر ہو میرا
مگر یہ کیا کہ جب چاہا مجھے اپنا لیا تم نے
اچانک بے سبب ہی توڑ ڈالا پاک رشتے کو
بساطِ زندگانی کو لپیٹا اپنی مرضی سے
تم اپنا نام دینے سے جھجکتے ہی رہے ہمدم
تعلق اور رشتے کو زمانے سے چھپانے پر مصر
لیکن
مجھے بتلاؤ قوّیٰ مون کا کردار کیا یہ ہے؟
نبھا نہ پاؤ جب قول و قرار اپنے تو یہ کہہ دو

بہت مجبور ہوں دلبر معافی چاہتا ہوں میں

مرے وعدے بھلا ڈالو

محبت بھول جاؤ تم

سبھی قسمیں سبھی وعدے

میں تم سے توڑتا ہوں اب

تمھیں میں چھوڑتا ہوں اب

چھپا کے کیوں رکھا سارے زمانے سے مجھے تم نے

اگر بے حوصلہ تھے تم، مجھے دھوکے میں کیوں رکھا

یہ کیسے مرد ہو جاناں

یہ ہے مردانگی کیسی

کبھی سوچا میرے دل پہ قیامت کیسی گزری ہے

میں کیسے بھول پاؤں گی

میں کیسے بھول پاؤں گی
وہ شب بیداریاں
وہ چاہتوں کے رنگ میں ڈوبے
عجب سرشار سے لمحے
وہ الفت پیار کی باتیں
وہ چاہت کے حسیں نغمے
جو تم مجھ کو سناتے تھے
مرے دل کے نہاں خانوں میں چھپ کر
آج بھی جاناں
وہ یادیں سانس لیتی ہیں

دھڑکتی بین کرتی ہیں
میں کیسے بھول پاؤں گی
کہ تم تو میرے محرم تھے
میرے سجنا تھے ہمدم تھے
رفیقِ زندگی تھے تم
مگر اب غیر و نامحرم
بھلانا چاہتی تو ہوں
کیسے بھول جاؤں میں

معصوم سی خواہش

میرا جی چاہتا ہے میں ترے سینے میں چُھپ جاؤں
تیری بانہوں میں آ کر میں بہت مدہوش ہو جاؤں
تیری سانسوں کی حدت کو کروں محسوس چہرے پر
میری زلفوں سے کھیلو تم
میرے دل کے سبھی تاروں کو چھیڑو تم
تیری چاہت میں گم ہو کر سبھی غم بھول جاؤں میں
تمھیں اپنا بنا لوں میں،
مجھے مجھ سے چرا لو تم
تمھیں خوشیاں سبھی دے کر
تمھارے سارے غم لے لوں

تمھیں اتنا میں سُکھ دے دوں

کہ ہر غم بھول جاؤ تم

صدا بس مسکراؤ تم

میرے ہمدم سنو مجھکو قرارِ جاں بناؤ گے

سنو جاناں مرے جاناں مجھے کب لے کے جاؤ گے

اِقرارِ محبت

لمحے جو ساتھ گزارے ہیں
دن بیتے پیارے پیارے ہیں
پر آج میں تم سے کہتی ہوں
اظہار کی جرأت کرتی ہوں
میں تم سے محبت کرتی ہوں
اقرارِ محبت کرتی ہوں
میں تم سے محبت کرتی ہوں
اس پیاری پیاری صورت کو
سُندر لمحوں کی قربت کو
لفظوں میں ادا میں کرتی ہوں
میں تم سے محبت کرتی ہوں
اقرارِ محبت کرتی ہوں

جھوٹے سہارے

سب خواب سہانے جھوٹے تھے
سب قسمیں وعدے جھوٹے تھے
یہ دل تھا میرا معصوم مگر
تھے جتنے، سہارے جھوٹے تھے
سوچا تھا کہ شاید جیون بھر
اب تم ہی چلو گے ساتھ میرے
یہ ہاتھ جو تھاما ہے تم نے
تا عمر نہ چھوڑو گے ساجن
تم ساتھ نہ چھوڑو گے لیکن
اس بار بھی دنیا جیت گئی
دیکھے جو میری آنکھوں نے
وہ سپنے سارے جھوٹے تھے

نئی صبح

مجھے کچھ ایسا ہی لگ رہا ہے
کہ درمیاں کے یہ فاصلے سب
مٹیں گے ایسے کہ غم کے بادل
چھٹیں گے اک روز یوں زندگی سے
کہ سارے دکھ درد خود مٹیں گے
ہماری خاطر طلوع ہوگا
خوشی کا سورج
پھر ایک روشن سی صبح ہوگی
دوبارہ غنچے کھلیں گے دل کے
تو آج تک تھا اکیلا تنہا
پہ اب اکیلا رہے گا تو اور نہ یوں پریشاں رہے گا ساجن

کہ تیرا غم بانٹنے کی خاطر میں ساتھ تیرے رہوں گی ساجن

ترے دکھوں اور غموں کے بدلے

میں اپنی خوشیوں کو وار دوں گی

میں تجھ پہ جیون تیاگ دوں گی

مرے اندر جو لڑکی ہے

مرے اندر جو لڑکی ہے
اسے زندہ رکھوں گی میں
اسے مرنے نہیں دوں گی
اگرچہ رنج ہوں دل میں
گھٹائیں غم کی چھائی ہوں
دکھوں کی آندھیاں خوابوں کو ہر دم منتشر رکھیں
مرا دل خون کے آنسو ہی روئے خواہ ہر اک پل
میں پھر بھی مسکراؤں گی
خوشی کے گیت گاؤں گی
ہمیشہ گنگناؤں گی

مرے اندر چھپی بیٹھی ہے جو اک شوخ سی لڑکی
اسے م چنچل ہی رکھوں گی
یونہی ہنستی رہے گی وہ
ہمیشہ مسکرائے گی
خوشی کے گیت گائے گی
مسائل جو بھی ہوں لیکن

اسے مرنے نہیں دوں گی
اسے میں زندگی دوں
اسے میں حوصلہ دوں گی
اسے حالات کی چکی میں پسنے کے لئے ہرگز
کبھی تنہا نہ چھوڑوں گی
وہ چنچل شوخ سی لڑکی سدا زندہ رہے مجھ میں
اسے مرنے نہیں دوں گی
اسے مرنے نہیں دوں گی

یاد رکھنا

تم سبھی نے چند دن میں جتنی چاہت مجھ کو دی
جتنی الفت اور عزت مجھ کو دی
کسطرح ان کو میں بھولوں
کیسے لفظوں میں سموؤں
یہ تمھارے پیارے جذبے
یہ تمھارے سچے جذبے
کہہ رہے ہیں آج مجھ سے
ان سے ہرگز دور مت ہو
تم کبھی رنجور مت ہو
ساتھ ہو جب دوستوں کا
پھر کہاں غم کا گذر ہے
دوستوں کو یاد رکھنا
دوستی کا ہے تقاضا
یاد رکھنا تم بھی مجھ کو

آخری رات

یہ دسمبر ، آخری شب اور ہم
پھر وہی تنہائیاں ہیں اور ہم
سال پورا کیسے گزرا کچھ نہ پوچھ
بس وہی پرچھائیاں ہیں اور ہم
چاہتیں الفت محبت ہجر غم
درد کی شہنائیاں ہیں اور ہم
وصل کی راحت کبھی فرقت کا دکھ
چار سو رسوائیاں ہیں اور ہم
چار دن اس راحتِ جاں کا فسوں
پھر وہی کٹھنائیاں ہیں اور ہم
کب تلک زندہ رہیں گے غم نصیب
یہ اندھیری کھائیاں ہیں اور ہم

رنگِ ظرافت

بقرعید

مانا لگا ہے آپ کا پیسہ بہت حضور
کچھ رحم اپنے معدے پہ بھی کھایئے ضرور
بے شک کلیجی گردوں کا اپنا ہی ہے مزہ
لیکن مغز پکایئے اور پایئے سرور
تکے کباب روسٹ کا اپنا ہے ذائقہ
پائے سری وچانپ سے رہیے نہ دور دور
احباب کو بلایئے، کھانے کھلایئے
پھر آئے گا مزہ جو تنے گا سرِ غرور
اس عادتِ طعام کی ہو خیر تانیہ
بیمار گر پڑے ہیں تو ہے آپ کا قصور

تعارف شاعرہ

اصل نام: سیّدہ لبنیٰ تحسین عابدی

قلمی نام: تانیہ عابدی

جائے پیدائش: ڈیرہ غازی خان، پنجاب، پاکستان

مستقل رہائش: ملتان، پاکستان

تعلیم: ایم اے اکنامکس بہاالدین ذکریا یونیورسٹی، ملتان

بی ایڈ، ایجوکیشن کالج ملتان

ایم ایڈ، ایجوکیشن، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

شعبہ جات: درس وتدریس

سماجی کارکن

ایونٹ آرگنائزر (لاج)

پرنٹ میڈیا والیکٹرانک میڈیا سے وابستگی

نعت خواں

میلاد خواں

غزل سنگر

اینکر پرسن

بہترین مقررہ

اعزازات: صدر، انروھیل انٹرنیشنل آرگینائیزیشن، ملتان ونگ

مدیرہ کالج میگزین الغازی، ڈیرہ غازی خان

تانیہ جی چیریٹی ورکس، چیئر پرسن
ریڈیو پاکستان ملتان کے ادبی پروگراموں میں ریگولر شرکت
تقریری مقابلوں میں شرکت، ریڈیو ملتان۔
روہی ٹی وی کے نعتیہ مقابلوں کے پروگراموں کی مستقل منصفِ اعلیٰ

کتب:

سفرِ تنہا ۲۰۲۳ شعری مجموعہ، (نظم و غزل)

زیرِ طبع:

سرائیکی شاعری
نعتیہ مجموعہ
افسانوی مجموعہ

اجداد: لکھنؤ، انڈیا

خانوادہ: مہدی علی، المعروف نواب محسن الملک
(مصنف، آیاتِ بیّنات)

دادا: پیر سید علی حامد شاہ سجادہ نشین،
درگاہ سانڈی، گدّی پیر عابد میاں عرف پیر بدھنیا میاں

والد: پروفیسر سید آل احمد عابدی (ایم اے، علیگ) ریٹائرڈ
پروفیسر ایمرسن کالج ملتان
پرنسپل گورنمنٹ کالج ڈیرہ غازی خان
پرنسپل گورنمنٹ کالج راجن پور
پرنسپل ایجوکیشن کالج، ملتان

تصانیف : (۱) A Window to the Quran
(Summary of the Quran)
(۲) Constitution for Muslim Umma
(۳) المرسلین، (سیرت)
(۴) جذب باہم

نانا : بیرسٹر، سید سلطان احمد بلگرامی (مفتی از دیوبند)
مصنف ''یادِ رفتگاں''

والدہ: سیدہ فاطمۃ الزہرا بلگرامی (ادیب فاضل)

تصانیف : (۱) تعارف القرآن
(۲) حالاتِ انبیاء
(۳) میلادِ زہرا
(۴) سراغِ زندگی

ماموں:: (والدہ کے سگے پھوپی زاد)
سید حامد حسن بلگرامی :

تصانیف: فیوض القرآن (تفسیر)، نورِ مبین (سیرت)
زادِ راہ (وظیفہ جات)

خواہران: اسما وارثی ناز

تصانیف: فرشتے پوچھتے ہیں (نظم و غزل)
متاعِ درد، شاعری
سخن آئینہ، شاعری
from the core of my heart

تزئین: راز زیدی:

تصانیف: رازداں (نظم وغزل)

مضرابِ رگِ جاں (نظم وغزل)

کسک (مجموعۂ نظم)

بساطِ جاں (غزلیات)

موجِ رواں (غزلیات)

زیرِ طبع: فکر کی کسوٹی پر (تنقیدی وتجزیاتی مضامین)

نعتیہ وحمدیہ مجموعہ

دختر: لاریب فاطمہ، طالبہ جماعت ہفتم۔

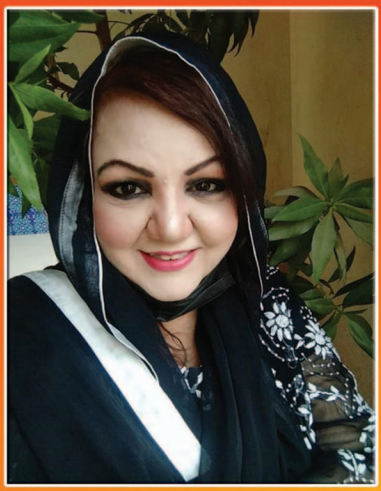

عمر گزری ہے سر بسر تنہا
ہم سفر تھا مگر سفر تنہا

ہم نے جھیلا اکیلے پن کا عذاب
کوچہ کوچہ نگر نگر تنہا

چلتی رہتی ہوں جانبِ منزل
ساری دُنیا سے بے خبر تنہا

تانیہ عابدی